Digitized by Nooruddin Library qadian
26.EP.N2651

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷۱

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

قادیان
ہفت روزہ
بدر

ایڈیٹر۔
برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر۔
محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت
۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح
چندہ سالانہ
۶ روپے
فی پرچہ ۲

جلد | ۱۴ وفا ۱۳۳۱ ہش ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۶

اخبار ربوہ

ربوہ مبارکہ مورخہ ۶ کی اطلاع مظہر ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کسی قدر بخار اور زکام سے ناساز ہے احباب حضور اقدس ایدہ اللہ کی صحت و درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

قرآن مجید کے حقائق و معارف

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درس القرآن کے مختصر نوٹ

(منقول از ماہنامہ الفرقان بابت ماہ مئی و جون ۱۹۵۲ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک ربوہ میں ۲۸ رفروری ۵۲ء سے درس القرآن مجید کا آغاز فرمایا ہے۔ ماہنامہ "الفرقان" جو اس درس کے ضروری نوٹ مختصر طور پر اپنے الفاظ میں شائع کر رہا ہے۔ ان نوٹوں کی دوسری قسط شکریہ کے ساتھ درج ذیل کی جاتی ہے

سورہ مریم رکوع ۲

واذکر فی الکتاب مریم

واذکر فی الکتاب میں مریم کا ذکر کر۔ یا الکتاب میں مریم کے مذکورہ واقعات کو ذہن میں رکھ۔ اس جگہ الکتاب سے مراد قرآن کریم بھی ہو سکتا ہے۔ یعنے یہ ہوں گے کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے مریم کا حال بیان کر۔ الکتاب سے بائیبل بھی مراد ہو سکتی ہے۔ اندریں صورت بائیبل کی صحیح تاریخ اور غیر محرف صحیفے مراد ہوں گے

ربط آیات

اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ کا وجود حضرت مسیح کے لئے بمنزلہ ارہاص تھا۔ اب حضرت مریم کا واقعہ بیان فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حضرت مسیح کے بیان کے لئے بنیادی ہے۔ حضرت مسیح کی بے باپ ولادت اس بات کی علامت تھی۔ کہ اب نبوت بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسمٰعیل میں منتقل ہو رہی ہے۔

نام کی وجہ تسمیہ

قرآن مجید نے ام عیسیٰ کا نام مریم قرار دیا ہے۔ بائیبل میں مریم نام کا ذکر سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کے طور پر آیا ہے۔ لفظ مریم کے مختلف معنے کئے گئے ہیں۔ (۱) تلخ سمندر (۲) قطرہ (۳) سمندر کی مکارہ (۴) مشترکہ بیرہ (۵) اونچا سمندر۔ (۶) وغیرہ مختلف معنے بیان کئے گئے ہیں عبرانی لغت کی جمع کے لحاظ سے مریم کے معنے باغی یعنی خود سر یعنی سرکش ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہودیوں نے [illegible] سے پیدا ہوتے ہیں۔ خانیاسس نے ایسے بچوں کا نام مریم کہا جاتا جو یہودیوں کے موٹاپا خوبصورتی کا معیار تھا۔ اس لئے خوبصورت بچوں کو مریم کہتے تھے۔

حضرت مریم کے ابتدائی حالات زندگی

اناجیل میں حضرت مریم کے خاندان کے ذکر کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی ہے۔ انجیل متی ۱/۱۸ میں حضرت مریم کے روح القدس سے حاملہ ہونے کے ذکر سے آغاز کیا گیا ہے۔ لوقا نے حضرت مسیح کی معجزانہ پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ اس انجیل سے حضرت مریم کا حضرت زکریا کی بیوی کا رشتہ دار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر حضرت مریم کے خاندان کے حالات وہاں بھی غائب ہیں۔ مرقس اور یوحنا بالکل خاموش ہیں۔ حضرت مریم کی ولادت مسیح سے پہلے کی زندگی کا تذکرہ اناجیل میں نہیں ہے قرآن مجید نے حضرت مریم کے خاندان کا ذکر کیا۔ حضرت مریم کی ولادت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ جس کے ماتحت حضرت مریم کی والدہ نے ان کی پیدائش سے قبل نذر مانی تھی۔ سورہ آل عمران رکوع ۴ میں ان امور کی تفصیل موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں دینی خرابی کا احساس عام تھا۔ لیکن اس کی اصلاح کے معین وقت کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ حضرت مریم کی والدہ ماجدہ نے اس نیک جذبہ کے ماتحت رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا کی نذر مانی تھی۔ لیکن مولود کے لڑکی ہونے پر انہیں اس امید کے برباد ہونے کا افسوس ہوا۔ لیس الذکر کالانثی فرما کر اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلایا۔ کہ حضرت مریم کی والدہ کی دعا بھی قبول ہو گئی۔ اور مسیح کی ولادت کا وقت بھی نہ تھا۔ ان کے قول انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مریم کو صرف دینی تربیت کے لئے پادریوں کے سپرد کیا گیا تھا۔ [illegible] کیا تھا۔ وہ چاہتی تھیں۔ کہ حضرت مریم کی شادی ہو۔ اور ان کے بچے پیدا ہوں جو ان کی اصلاح خلائق والی آرزو کو پورا کریں۔

بہرحال قرآن مجید نے تفصیل سے حضرت مریم کے گھرانے کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ابتدائی حالات بھی بتائے ہیں۔ جو حضرت مسیح کے حالات سے مربوط ہیں۔

حضرت مریم کے بعد کے حالات زندگی کے متعلق اناجیل اور قرآن کریم کے بیان کا موازنہ

اناجیل سے حضرت مریم کے بعد کے حالات یوں معلوم ہوتے ہیں۔ کہ فرشتے کی خبر کے بعد یوسف نجار حضرت مریم کو گھر لے آیا۔ حضرت مسیح کی پیدائش تک پاس نہ گیا مگر شادی کا ذکر نہیں ہے (متی ۱/۲۵) نیز ثابت ہے کہ یسوع ماں باپ سے نفور تھا۔ مریم حضرت مسیح کے دعویٰ پر ایمان نہ لائی تھیں۔ یسوع کے بھائی بھی مومن نہ تھے۔ (متی ۱۲/۴۶-۵۰ و مرقس ۳/۲۱-۲۵ و لوقا ۸/۲۰-۲۱) قرآن مجید حضرت مسیح کے منہ سے کہلواتا ہے وبرا بوالدتی (مریم) کہ میں تو ماں کا فرمانبردار ہوں۔ ان سے محبت کرنے والا ہوں ان سے پیار کرنے والا ہوں کتنی عجیب بات ہے۔ کہ حضرت مریم آسمانی نشان دیکھیں کہ کنواری سے یہ مقدس بیٹا ہو لیکن وہ اس کے دعویٰ پر ایمان نہ لائیں۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مریم کو نہایت نیک طینت قرار دیا ہے فرمایا وانبتھا نباتاً حسنا (آل عمران) کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نہایت عمدہ تربیت فرمائی پھر فرمایا کہ ہم نے اسے پاک و مطہر بنایا تھا۔ ان اللہ اصطفٰک وطہرک واصطفٰک علیٰ نساء العالمین کہ حضرت مریم ایک برگزیدہ عورت تھی۔ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مریم مومنہ تھی وامہ صدیقۃ میں صدیقہ قرار دیا ہے غور کیا جائے۔ کہ قرآن مجید اور انجیل نے حضرت مریم کا مرتبہ اور مقام کتنا مختلف بیان فرمایا ہے انجیل نے تو حضرت مریم کو کافرہ قرار دیدیا۔ گویا حضرت مریم کی صحیح تاریخ دنیا سے غائب ہو گئی۔ اسی لئے قرآن مجید نے جب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ تو فرمایا ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک کہ یہ وہ حقائق ہیں جو انجیل نے مخفی کر دیئے ہیں

اذ انتبذت من اھلھا

یاد کر جب مریم اپنے رشتہ داروں سے علیحدہ مکان شرقی میں ایک طرف ہو گئی

یہود کی بڑی عبادت گاہ یروشلم میں تھی حضرت مریم کو دینی تربیت کے لئے حضرت زکریا کے پاس یروشلم میں چھوڑا گیا تھا۔ جب حضرت مریم جوان ہوئیں۔ تو ناصرہ بستی میں گئیں۔ من اھلھا سے حضرت مریم کے ناصرہ والے اہل ہی مراد ہیں

مکاناً شرقیاً

بائیبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے کا یہ واقعہ یا کشف ناصرہ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ (لوقا باب اول) ناصرہ یروشلم سے بجانب شمال واقع ہے۔ گو بائیبل کی تاریخ معتبر نہیں۔ مگر اس کو رد کرنے کے لئے کسی نقلی یا عقلی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے مفسرون نے بالعموم لکھا ہے۔ کہ حضرت مریم کسی مشرقی نہر کی طرف گئی تھیں۔ عربی زبان کے رو سے مکاناً شرقیاً کے تین معنے ہو سکتے ہیں۔ (۱) کل مکان فی جہۃ الشرق۔ (۲) المنسوب الی الشرق (۳) کل ما اتجہ الی الشرق۔ یعنی جانب مشرقی والا مکان بھی مکان شرقی ہے۔ شرق کی طرف منسوب ہونے والا مکان بھی مکان شرقی ہے اور جس مکان کا رخ یعنی منہ مشرق کی طرف ہو۔ وہ بھی مکاناً شرقیاً کہلائے گا۔ اس آیت میں مکاناً شرقیاً سے مراد وہ مکان ہے۔ جس کا رخ یا منہ مشرق کی طرف تھا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہود کے نزدیک مشرق کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بابلی بھی مشرق کا تبرک سمجھتے تھے مشرق کو روشنی کا دروازہ مانتے تھے۔ اور مغرب کو مردہ کی دنیا خیال کرتے تھے۔ یہودی عبادات بابلیوں سے بھی متاثر تھے۔ تورات میں جنت "عدن" میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا (پیدائش ۲/۸) پھر لکھا ہے کہ روح مجھ کو اٹھا کے خدا کے گھر کے پوربی دروازے پر جس کا منہ پورب کی طرف ہے (حزقیل ۱۱/۱) بائیبل میں یعقوب کے گھرانے سے ایک ستارے کے نکلنے کی پیشگوئی تھی (گنتی ۲۴/۱۷)

(باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

احمدی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

احمدیہ جماعت کی طرف سے قرآن کریم کا سواحیلی زبان میں ترجمہ

گذشتہ دنوں جو اطلاع ہندوستان اور پاکستان کے اخبارات میں قرآن کریم کے سواحیلی زبان میں ترجمہ کے متعلق شائع ہوئی تھی۔ وہ ترجمہ بھی خدا تعالیٰ کی توفیق سے احمدیہ جماعت نے کیا ہے۔ اس بارہ میں ایک خط شائع کیا جاتا ہے —— (ایڈیٹر)

از وکالت تبشیر ربوہ (پاکستان)

مکرمی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی۔ السلام علیکم

آپکی چٹھی محررہ ۲۵؍۶ بنام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ کے بعد دفتر ہذا میں موصول ہوئی۔ قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کے ضمن میں عرض ہے کہ بفضلہ تعالیٰ سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے ایک کاپی مرکز میں بھی پہنچ چکی ہے بفضل خدا بہت خوبصورت چھپا ہے باقی تراجم کیلئے بھی کوشش ہے کہ جلد اشاعت کا انتظام ہو سکے اللہ تعالیٰ اسکے سامان پیدا فرمائے۔

والسلام وکیل التبشیر

قادیان میں علوم عربیہ کیلئے مدرسہ احمدیہ کا اجراء

صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے تیس ۳۰ روپیہ کے چار وظائف

ہمارے مرکز قادیان میں جہاں ہر سال بیسیوں کی تعداد میں عربی کے علماء تیار ہوا کرتے تھے۔ حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے انقلاب کے بعد اس کام کو جاری نہ رکھا جا سکا۔

اب صدر انجمن احمدیہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اسی سال مرکز میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء کر دیا جائے۔ جس میں عربی علماء تیار کئے جائیں۔ اس مدرسہ میں میٹرک یا کم از کم مڈل پاس طلباء کو داخل کیا جائے گا۔ اس مدرسہ میں عام طور پر مولوی فاضل کا کورس سات سال کا ہوگا۔ جو طلباء پہلے سے کچھ عربی پڑھنا لکھنا جانتے ہوں گے انہیں اوپر کی کلاسوں میں بٹھانے کے متعلق غور کیا جائے گا۔

صدر انجمن احمدیہ نے اس کے لئے چار وظائف بھی منظور فرمائے ہیں۔ جو تیس تیس روپیہ ماہوار کے ہوں گے۔ اور مقامی امیر یا پریذیڈنٹ اور پراونشل امیر کی سفارش پر مستحق نادار طلباء کو دیئے جائیں گے۔

تمام جماعتہائے ہند کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اپنی اپنی جماعتوں میں تحریک کر کے زیادہ سے زیادہ طلباء کو مدرسہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش کریں تاکہ گذشتہ انقلاب کے بعد علماء کی جو کمی واقع ہو گئی ہے اس کو پورا کیا جا سکے۔ اور تبلیغ کے کام کو مضبوط اور وسیع کیا جا سکے۔

تمام درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی وساطت سے آنی چاہئیں۔ جن میں مندرجہ ذیل کوائف درج ہوں۔

۱۔ نام۔ ۲۔ ولدیت۔ ۳۔ قوم۔ ۴۔ عمر۔ ۵۔ سکونت (مکمل ایڈریس) ۶۔ صحت جسمانی۔ ۷۔ تعلیم۔ ۸۔ کیا مدرسہ میں یا پرائیویٹ طور پر عربی لکھنا پڑھنا سیکھا ہے۔

وظائف حاصل کرنے والے طلباء کی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی سفارش اور پراونشل امیر کی سفارش اور وساطت سے آنی چاہئیں۔

ذی استطاعت اصحاب اپنے بچوں کے تمام اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔ مزید ہدایت طلب امور کے لئے نظارت ہذا کو تحریر کیا جائے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

سکرٹریان تعلیم و تربیت اپنی ماہوار رپورٹیں باقاعدہ بھجوایا کریں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے صداقت کے نشانات

از سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ان لوگوں کا بجز اس کے اور کچھ منشاء نہیں کہ چاہتے ہیں۔ کہ نور الٰہی کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر وہ بجھ نہیں سکتا کیونکہ خدا کے ہاتھ نے اس کو روشن کیا ہے نہ معلوم کہ میری تکذیب کے لئے اس قدر کیوں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ اگر آسمان کے نیچے میری طرح کوئی اور بھی تائید یافتہ اور میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مکذب ہے۔ تو کیوں وہ میرے مقابل پر میدان میں نہیں آتا۔ عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا۔ ہمیشہ بے شرم منکر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ لیکن جبکہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے۔ اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ تو کیا صرف منہ کی پھونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے۔ جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے۔ (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا۔ (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے۔ اور دنیا میں اکثر وہ اور ان کی نسل بڑی بڑی عزت پائیں گے تا ان پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا۔ اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے۔ پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق و العلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا وتلک عشرۃ کاملۃ۔ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کو دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(منقول از تحفہ گولڑویہ صـ ۸۹؍۹۱)

نہایت ضروری درخواست دعا

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب سلمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیدہ ام داؤد احمد صاحب بیگم حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ تاحال بیمار چلی آتی ہیں۔ انکی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے (۲) نیز ان کے صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب سلمہ اللہ نے امسال بی۔ ایس۔ سی کا امتحان دیا ہے۔ ان کی کامیابی اور ترقی کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

برکات احمد راجیکی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ایک غیر احمدی دوست کے خط کا جواب

آپ مذہب ہرگز فروخت نہ کریں یہ کام دہریت سے بھی بدتر ہے

ایک غیر احمدی دوست نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مندرجہ ذیل خط لکھا ہے۔

جناب خلیفہ صاحب۔ السلام علیکم

عرض خدمت —

کہ میں آپ کا مذہب اختیار کرنا چاہتا ہوں مجھے پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ مگر مجھے تعلیم دلوانے والا کوئی نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے زیر سایہ ربوہ میں رہ کر تعلیم حاصل کروں۔ امید ہے آپ میری التجا کو ٹھکرائیں گے نہیں — خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھے آپ کا مذہب بہت پسند ہے۔ فقط منتظر جواب، یہ تحریر کریں کہ کیا آپ میری کچھ مدد کر سکتے ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خط کا مندرجہ ذیل جواب لکھوایا۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے سامان کرے۔ مگر آپ مذہب ہرگز فروخت نہ کریں یہ کام دہریت سے بھی بدتر ہے"۔

(پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ہفتہ تعلیم

افراد جماعت کو اسلامی مسائل سے پوری طرح واقفیت کرانے کے لئے نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ آئندہ ہر دو ماہ کے بعد تعلیمی ہفتہ منایا جایا کرے جس میں مختلف مسائل مقرر کئے جا کر ہر جماعت کے تمام افراد کا زبانی امتحان سکرٹریان تعلیم لیا کریں اور نظارت ہذا کو نتیجہ سے مطلع کیا کریں۔ پس مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۹۵۲ء سے ہفتہ تعلیم مقرر کیا جاتا ہے

اس ہفتہ میں نماز کا ترجمہ جاننے کے لئے تمام افراد کو تحریک کی جاتی ہے اور سکرٹریان تعلیم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ تمام افراد جماعت کو یعنی مردوں عورتوں اور بچوں کو نماز کا ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور جو لوگ ترجمہ جانتے ہیں۔ وہ نہ جاننے والوں کو سکھائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اردو زبان میں ترجمہ سیکھا جائے بلکہ اپنی مقامی زبان میں بھی ترجمہ سیکھ سکتے ہیں لیکن اردو زبان میں اگر سیکھیں تو بہتر ہوگا۔

صدر صاحبان اور امراء سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ سکرٹریان تعلیم کیساتھ پورا پورا تعاون کریں گے ہفتہ تعلیم ختم ہونے پر سکرٹریان تعلیم اپنی اپنی جماعت کے ہر فرد کا زبانی امتحان لیکر نتیجہ نظارت ہذا کو مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اطلاع دیں کہ جماعت میں کل تعداد کس قدر ہے۔ کس قدر افراد نے امتحان دیا۔ اور کس قدر کامیاب ہوئے ہیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

خطبہ جمعہ

کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جبتک کہ اسکے افراد زیادہ نہ سوچیں اور باتیں کم نہ کریں

اگر تم نے اپنے نفس میں اور دنیا میں تبدیلی پیدا کرنی ہے تو اپنے اندر بھی اور اپنی اولاد۔ دوستوں اور ہمسایوں میں بھی غور کرنے کی عادت پیدا کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز!

فرمودہ ۱۲/جون ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج رمضان کا

آخری روزہ

ہے۔ گو جنتریوں کے لحاظ سے کل آخری روزہ ہوگا۔ لیکن چاند سے بظاہر آج ہی آخری روزہ معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال آج درس میں قرآن کریم ختم کیا جائے گا۔ اور قرآن کریم کے اختتام پر دعا بھی ہوگی۔ چاہے کل روزہ ہی ہو۔ کیونکہ امکان کے لحاظ سے ہوسکتا ہے کہ کل عید نہ ہو۔ پس قرآن کریم کا درس آج ہی ختم کیا جائے گا۔ اور اس کے اختتام پر دعا بھی ہوگی۔ مجھے سر درد کا دورہ ہے۔ اور درد اتنا شدید ہے کہ معلوم نہیں میں دعا میں آسکتا ہوں یا نہیں۔ اس لئے میں نہایت اختصار کے ساتھ بعض باتیں بیان کر دیتا ہوں۔

ہمارے ملک میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ

لوگ سوچتے کم ہیں

اور باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ اس کے افراد زیادہ نہ سوچیں اور باتیں کم نہ کریں۔ ہم مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ بھی اس بات کی علامت ہے۔ کہ ہم سوچتے کم ہیں۔ اور باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رض نے ایک دفعہ لوگوں کو مسجد میں باتیں کرتے دیکھا تو فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح باتیں نہیں کیا کرتے تھے یعنی آپ معاملات پر غور زیادہ فرمایا کرتے تھے اور باتیں کم کیا کرتے تھے۔ جس طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ تیزی سے باتیں کرتے چلے جاتے ہیں۔ آپ کا طریق ایسا نہیں تھا۔ لیکن آج کل یہ رواج پڑ گیا ہے کہ لوگ باتیں زیادہ کرتے ہیں اور سوچتے کم ہیں حالانکہ

ذہنی اور قومی ترقی

وابستہ ہے سوچنے کے ساتھ۔ ہمیں بعض دفعہ یورپین لوگوں کی کتابیں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ وہ لوگ اپنی کتابوں میں جو کچھ بیان کرتے ہیں۔ وہ ایسا علم نہیں ہوتا۔ جو سائنس کے اس گہرے مطالعہ کا نتیجہ ہو۔ جو ان میں پایا جاتا۔ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ ایسا علم نہیں ہوتا۔ جو جغرافیہ کے اس گہرے مطالعہ کا نتیجہ ہو۔ جو ان میں پایا جاتا ہے۔ لیکن ہم میں نہیں پایا جاتا۔ وہ ایسا علم نہیں ہوتا جو حساب کے ایسے گہرے مطالعہ کا نتیجہ ہو۔ جو ان میں پایا جاتا ہے لیکن ہم میں نہیں پایا جاتا۔ وہ ایسا علم نہیں ہوتا۔ جو تاریخ کے اس گہرے مطالعہ کا نتیجہ ہو۔ جو ان میں پایا جاتا ہے۔ لیکن ہم میں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ جن باتوں سے انہوں نے استنباط کیا ہوتا ہے چاہے وہ جغرافیہ سے متعلق ہوں یا تاریخ سے وہ سائنس سے متعلق ہوں یا حساب سے ان کا علم ہمارے پاس بھی موجود ہے

فرق صرف یہ ہے

کہ وہ لوگ ہر بات پر فکر کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے آدمی ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ گہرے مطالعہ کی وجہ سے ایسے نتائج نکال لیتے ہیں۔ جن نتائج تک ہمارے لوگوں کے ذہن نہیں پہنچتے۔ مجھے شرم آجاتی ہے یہ دیکھ کر کہ عربی زبان کی باریکیوں اس کے محاوروں اور اس کی بناوٹ کے متعلق وہ لوگ ایسی باتیں لکھ جاتے ہیں جو ہمارے علماء اور ادیبوں نے نہیں لکھیں۔ وہ قرآن کریم کی آیات میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان کی ایسی تحقیقات بیان کر جاتے ہیں۔ جو ہمارے مفسرین اور علماء نے بیان نہیں کی ہوتی مجھے حیرت آتی ہے کہ وہ لوگ دشمن ہوتے ہوئے بھی ان باتوں تک پہنچ گئے۔ اور ہمارے لوگ دوست ہونے کے باوجود ان تک نہیں پہنچے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم لوگ غور نہیں کرتے۔

ہر بات پر غور

کرتے ہیں۔ پھر اس سے کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد مجھے سونے کی عادت ہے اس وقت چاروں طرف سے قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں میرے کان میں آتی ہیں تو میرا دل یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ لوگ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ دیکھ کر کوفت بھی ہوتی ہے کہ یہ لوگ طوطے کی طرح پڑھ رہے ہیں۔ اور قرآن کریم کے معانی پر غور نہیں کرتے اس لئے ان پر علوم قرآنیہ آشکار نہیں ہوتے۔ لیکن ایک عیسائی سال میں قرآن کریم کا ایک صفحہ ایک دفعہ دیکھتا ہے لیکن اس طرح دیکھتا ہے کہ اس سے کوئی نہ کوئی نتیجہ اور مفہوم کھینچ لاتا ہے۔ لیکن ہمارے لوگ

قرآن کریم کے مطالب

سے اس طرح گذر جاتے ہیں جیسے چکنے گھڑے پر پانی بہ جاتا ہے اور اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا ایک عیسائی مصنف سال میں صرف ایک صفحہ پڑھ کر بھی اس سے نتیجہ نکال لیتا ہے۔ چاہے وہ دشمنی سے ہی ایسا کرتا ہے۔ وہ قرآن کریم پر غور کر کے بعض اعتراض کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اعتراض معمولی ہوتے ہیں لیکن ان کا جواب دینے کے لئے ہمیں غور کرنا پڑتا ہے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اس نے قرآن کریم کے اس حصہ کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ تم شاید دو اڑھائی ہزار کی تعداد میں یہاں بیٹھے ہو۔ تم سے اگر یہ دریافت کیا جائے کہ قرآن کریم کی

وہ کونسی آیات ہیں

جو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ تو چاہے تم نے ۵۰۔۶۰ دفعہ قرآن کریم پڑھا ہوگا۔ تم کہو گے ہمیں پتہ نہیں۔ حالانکہ تم آیات پر غور نہیں کرتے۔ تو یہ کیونکر معلوم کر سکتے کہ بظاہر خلاف نظر آنے والا بہت بڑے پُر حکمت مضامین پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ایک عیسائی جس نے دس بارہ صفحے پڑھے ہوں گے فوراً گننا شروع کر دیگا کہ فلاں آیت فلاں کے خلاف ہے۔ فلاں آیت فلاں کے خلاف ہے۔ وہ ایک دفعہ پڑھنے کے باوجود اس سے کوئی نہ کوئی بات نکال لے گا۔ لیکن تم سو دفعہ پڑھنے کے بعد بھی اس سے کوئی بات نہیں نکال سکتے۔ کیونکہ تم قرآن کریم کو محض تبرک کے طور پر پڑھتے ہو۔ تم کہتے ہو۔ کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم کو پچاس دفعہ پڑھ لے تو وہ جنت میں چلا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ پچاس دفعہ پڑھنے کے بعد بھی تم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے۔ اور ایک معاند عیسائی جس نے ایک دفعہ بھی قرآن کریم نہیں پڑھا ہوتا اس سے کوئی نہ کوئی مطلب نکال لیتا ہے۔ چاہے وہ دشمنی کے نتیجہ میں ہی ہو۔ پھر سورتوں کی ترتیب ہے۔ ہمارے علماء اور مفسرین میں سے جو لوگ چوٹی کے گنے جاتے ہیں اور جن کے نام کے آگے ہمارے سر ادب سے جھک جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کی ترتیب کو نہیں سمجھ سکے۔ لیکن

جرمن مستشرق نولڈکے

لکھتا ہے کہ میں نے پہلے قرآن کریم کو پڑھا تو یہ سمجھا کہ یہ ایک بے جوڑ سی کتاب ہے۔ لیکن آخری عمر میں جاکر اس نے لکھا کہ گہرے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ غلط تھا۔ قرآن کریم کی آیات میں ایک زبردست مفہوم ملتا ہے باوجود اس کے کہ وہ دشمن تھا اور باوجود اس کے کہ وہ کئی بار اس کے خلاف لکھ چکا تھا۔ وہ قرآنی مطالب کی ترتیب کا اقرار کرتا ہے۔ اس نے تو ایک آدھ دفعہ قرآن کریم پڑھا ہوگا۔ لیکن تم تو سال میں دس بارہ دفعہ قرآن کریم پڑھ جاتے ہو۔ رمضان میں ہی تقریباً ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ وہ پانچ۔ چھ سات یا آٹھ دفعہ قرآن کریم پڑھ جائے۔ اب جتنا قرآن کریم رمضان میں تم پڑھ لیتے ہو۔ نولڈکے نے ساری عمر میں نہیں پڑھا ہوگا۔ لیکن وہ اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ جو بات اس نے پہلے لکھی تھی۔ وہ غلط تھی۔ قرآن کریم میں

زبردست ترتیب موجود ہے

اور پھر اس نے اپنے اس دعویٰ کے دلائل بھی دیئے ہیں کہ میں نے جو نتیجہ پہلے نکالا تھا۔ وہ غلط تھا۔ میں نے سمجھا تھا۔ کہ بڑی سورتیں پہلے رکھ دی گئی ہیں۔ اور چھوٹی سورتیں بعد میں۔ لیکن اب مطالعہ کیا۔ تو

معلوم ہوا۔ کہ کئی بڑی سورتیں بعد میں رکھی گئی ہیں۔ اور چھوٹی سورتیں پہلے آگئی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اس نے اور بھی کئی نتائج نکالے ہیں۔ پس تم اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ اگر تم نے اپنے نفس کے اندر اور اس دنیا کے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ تو تم اپنے دماغ میں بھی تبدیلی پیدا کرو۔ تم

سوچنے کی عادت ڈالو

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ واقعات سے گذر جاتے ہیں۔ اور انہیں ان کا احساس تک نہیں ہوتا تم بھی واقعات سے یوں ہی گذر جاتے ہو۔ اور ان سے سبق حاصل نہیں کرتے یہ واقعات پچھلے دنوں ہوئے ہیں۔ اگر ان کے متعلق سوال کیا جائے۔ تو تم میں سے سو کے سو کے آدمی کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔ حالانکہ ان واقعات سے کئی نتائج نکلتے ہیں۔ تم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکو گے۔ کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہوا۔ کہ ہماری جماعت محفوظ رہی۔ لیکن ان واقعات کے کیا کیا اسباب تھے۔ کس کس طرح آگ لگائی گئی تھی۔ کس وجہ سے ان لوگوں میں تنظیم پیدا ہو گئی تھی کس وجہ سے یہ زہر سارے ملک میں پھیل چکا تھا پھر وہ کون کون سے ذرائع تھے جن کی وجہ سے یہ فتنہ ختم ہو گیا۔ اور اب کن صورتوں میں ان واقعات کے آئندہ دوبارہ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ یہ ساری باتیں ان واقعات سے نکلتی ہیں۔ لیکن تم نے ان پر غور نہیں کیا اگر یہ واقعات دوبارہ رونما ہوئے۔ تو تم کہو گے۔ ہمیں تو ان کا پتہ نہیں تھا۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ تم پر پانچ چھ دفعہ یہ واقعات گذر چکے ہیں۔

تمہاری مثال

تو شیخ چلی کی سی ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک دفعہ جس ٹہنی پر بیٹھا تھا اسے ہی کاٹنے لگ گیا۔ اس کے پاس سے گذرنے والے نے کہا۔ کہ تم گر جاؤ گے۔ تم اسی ٹہنی کو کاٹ رہے ہو جس پر تم بیٹھے ہو شیخ چلی نے کہا بڑا پیغمبر آیا ہے تو۔ تجھے کیسے پتہ لگا۔ کہ میں گر جاؤں گا۔ حالانکہ یہ تو ایک بچہ بھی جانتا ہے۔ کہ جس ٹہنی پر کوئی بیٹھا ہو۔ اگر اسے کاٹ دیا جائے۔ تو وہ نیچے گر جائے گا۔ تمہاری حالت بھی وہی ہے جو شیخ چلی کی تھی۔ تمہارے سامنے ایک چیز گذرتی ہے۔ اور تم کہتے ہو۔ اوہو۔ یہ کیا ہو گیا حالانکہ تمہیں اس کا پہلے سے علم ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ تم میں غور کرنے کی عادت نہیں ہوتی تم نے سوچا نہیں ہوتا۔ تم نے اپنی آنکھیں کھولی نہیں ہوتیں۔ پس تم ہر بات پر سوچنے کی عادت ڈالو۔ غور کرنے سے ہی لوگ فلاسفر اور صوفی بن جاتے ہیں۔

صوفی اور فلاسفر

میں صرف یہ فرق ہے۔ کہ صوفی مذہب اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی باتوں کے متعلق غور کرتا ہے اور فلاسفر دنیاوی باتوں پر غور و فکر کرتا ہے۔ ہوتے دونوں ایک ہی ہیں۔ صوفی خدا تعالیٰ کی باتوں اس کے قانون سنت۔ احکام تقدیروں اور اس کے کام پر غور کرتا ہے اور فلاسفر دنیا پر غور کرتا ہے۔ جب کوئی شخص پیدائش عالم پر غور کرتا ہے اور اس سے نتیجہ نکالتا ہے تو وہ فلاسفر کہلاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص شریعت اور قانون شریعت پر غور کرتا ہے۔ تو وہ صوفی کہلاتا ہے۔ لوگوں نے یونہی صوفیا کے متعلق بیہودہ باتیں بنالی ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ صوفی وہ ہوتا ہے۔ جو صوف کا کپڑا پہنے۔ تم اس کے معنے صوف کا کپڑا پہننے والے کے لے لو۔ یا دل صاف رکھنے والے کے۔ بہرحال جو صوف کے کپڑے پہن لیتا ہے۔ وہ بھی دنیا سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ پس تم کوئی معنے لے لو

اصل بات یہی ہے

کہ جو دنیا سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کی باتوں پر غور کرنے لگ جائے۔ وہ صوفی ہے۔ اور جو شخص قانون قدرت پر غور کرے۔ وہ فلاسفر ہے۔ فلاسفر کی زندگی بھی ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ دنیا کی عیاشی میں بہت کم حصہ لیتا ہے۔ حالانکہ فلاسفروں میں سے کئی ایسے بھی تھے۔ جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر تھے۔ اور بعض ایسے بھی تھے۔ جو کہتے تھے۔ کہ اس دنیا سے جتنا بھی فائدہ اٹھایا جائے۔ کم ہے۔ لیکن وہ صرف ایک طرف لگ جاتے تھے۔ اور باقی چیزوں سے منہ موڑ لیتے تھے۔ آج ہی میں اپنی ایک بچی کو ایک فقرہ سنا رہا تھا۔ کہ بچپن میں ہم پڑھا کرتے تھے۔ کہ سکندر ایک جگہ دورہ کرتے ہوئے پہنچا۔ وہاں اسے

وہاں ایک فلسفی دیوجانس کلبی

کا پتہ لگا۔ اس کا جی چاہا۔ کہ وہ اس کی زیارت کرے۔ چنانچہ وہ اس فلسفی کے پاس گیا۔ وہ دھوپ سینک رہا تھا۔ سکندر نے خیال کیا کہ فلسفی اس سے خود بات کرے گا۔ اور مجھ سے جو کچھ مانگے گا۔ میں اُسے دوں گا۔ لیکن وہ فلسفی چپ کر کے بیٹھا رہا۔ اور سکندر سے اس نے کوئی بات نہ کی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد سکندر نے خیال کیا۔ کہ وہ خود کوئی بات شروع کرے۔ چنانچہ اس نے فلسفی کو مخاطب کر کے کہا۔ میں نے آپ کے متعلق سنا تھا۔ اس لئے آپ سے ملنے آگیا۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے کچھ مانگیں۔ تو میں آپ کی ضرورت کو پورا کر دوں۔ اس فلسفی نے کہا۔ اور تو میری کوئی خواہش نہیں۔ صرف اتنی خواہش ہے کہ میں دھوپ سینک رہا تھا۔ آپ سورج کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے آپ میرے آگے سے ہٹ جائیں۔ چنانچہ سکندر سورج کے آگے سے ہٹ گیا۔ تو دیکھو اس فلسفی نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ تو یہی کیا۔ کہ میں دھوپ سینک رہا ہوں تم آگے سے ہٹ جاؤ۔ حالانکہ وہ بزرگ نہیں تھا۔ وہ کوئی خدا رسیدہ نہیں تھا۔ لیکن وہ دنیا چھوڑ چکا تھا۔ وہ سوچنے میں لگا ہوا تھا۔ اور دوسری باتوں کے لئے اس کے پاس کوئی وقت نہیں تھا۔ غرض چاہے کوئی فلسفی سائنس سے متعلق امور پر غور کر رہا ہو۔ یا حساب میں غور کر رہا ہو۔ عیاشی کی زندگی سے وہ منہ موڑ لے گا۔ اسی طرح

اقلیدس کے متعلق

آتا ہے۔ کہ وہ کسی مسئلہ کے متعلق سوچ رہا تھا۔ لیکن پوری بحث اس کے ذہن میں نہیں آتی تھی ایک دفعہ وہ نہا رہا تھا۔ کہ سوچتے سوچتے وہ بات حل ہو گئی۔ اور وہ اس محویت میں ننگا ہی باہر نکل آیا۔ اور کہنے لگا میں نے پالیا۔ میں نے حل کر لیا۔ لوگوں نے کہا۔ تمہیں کیا ہو گیا تم تو ننگے ہی باہر پھر رہے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں رہا۔ میں تو اسی خوشی میں کہ میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ باہر دوڑ پڑا۔

اب دیکھو اقلیدس قرآن کریم پر غور نہیں کر رہا تھا۔ وہ تورات اور انجیل پر غور نہیں کر رہا تھا۔ وہ صرف ایک دنیوی چیز پر غور کر رہا تھا۔ لیکن اسی غور میں وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو گیا۔ غور و فکر کرنے کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ انسان محو ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ تو اس قدر محو ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے قریب کے ماحول کا بھی پتہ نہیں لگتا۔ پس تم غور کی عادت ڈالو۔ اور جو واقعہ تمہاری نظر کے سامنے آئے۔ یا تمہاری قوم اور ملک سے گذرے۔ اس پر غور کرو۔ عیسائی اس بات پر غور کرتے ہیں۔ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد خلافت کے بارہ میں مسلمانوں میں کیوں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ لیکن تم اس بات پر غور نہیں کرتے حالانکہ ان کو اسلام سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ تم عیسائیوں کی کتابیں پڑھو۔ تو تمہاری آنکھیں کھل جائیں انہوں نے غور کر کے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اسلام میں تنزل کیوں پیدا ہوا۔ لیکن تم نے اس پر غور نہیں کیا۔ تم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ کبھی وہ زمانہ تھا۔ کہ تم دنیا کے فاتح تھے۔ لیکن اب تم نکمے ہو گئے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تمہارے عالم بھی جاہل ہیں۔ اور جاہل بھی جاہل ہیں۔ تمہاری حس ماری گئی ہے۔ تمہاری امنگیں ماری گئی ہیں۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم عضو معطل ہو گئے ہو۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ تم سوچتے نہیں ہو۔ لیکن عیسائی اس بات پر غور کر رہے ہیں جس کی غرض یہ ہے۔ کہ تم مرو اور تمہارا نام مٹ جائے۔ وہ تو غور کر رہے ہیں۔ اور تمہیں اس بات پر غور کرنے کا احساس نہیں۔ یہ کتنے

افسوس کی بات ہے

حالانکہ دماغ تمکو بھی ملا ہے۔ اور تمہیں بھی وہ امریکہ اور انگلستان میں بیٹھے ان باتوں پر غور کر رہے ہیں۔ لیکن تم بے حس ہو کر بیٹھے ہو۔ یہ ایسی باتیں تھیں۔ کہ اگر تم ان باتوں پر غور کرتے۔ تو ان سے اچھے نتائج پر پہنچتے۔ کیونکہ ان کے نتائج میں تعصب پایا جاتا ہے۔ وہ رنگین عینک سے دیکھتے ہیں۔ لیکن تم انصاف سے ان باتوں پر غور کرو گے۔ اگر تم غور کرتے تو تمہارے نفس کی بھی آہستہ آہستہ اصلاح ہو جاتی۔ جیسے کوئی شخص اچانک تمہاری طرف انگلی کرے۔ تو تم ڈر جاتے ہو۔ اور پیچھے ہٹ جاتے ہو۔ تمہیں یہ فکر ہوتا ہے کہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔ اسی طرح اگر تم غور کرتے۔ تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ تمہارا کینہ۔ کپٹ ظلم۔ چوری۔ حرامخوری۔ فریب اور دھوکہ بازی تمہاری قوم کو تباہ کر رہی ہے۔ تم

قوموں کی دوڑ میں

پیچھے جا رہے ہو۔ تم پر کسی قوم کو اعتبار نہیں۔ جب دنیا میں حکومتیں قائم ہو رہی ہیں۔ لیکن حکومت پر آتے ہو۔ تو بے ایمانیاں کرتے ہو۔ تم بے ایمانوں کے روپے اور سفارش سے مدد کرتے ہو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمہاری قوم ترقی نہیں کرتی۔ اور دوسری قومیں لازماً تم پر حاکم ہو جاتی ہیں۔ اگر تم غور کرنے لگ جاؤ گے۔ تو لازماً تمہارا نفس ان باتوں سے انکار کرنے لگ جائے گا۔ آخر وجہ کیا ہے کہ ایک یوروپین اور ایک امریکن بے ایمانی نہیں کرتا۔ لیکن تم میں بے ایمانی پائی جاتی ہے۔ تم میں علم قرآن ہے۔ لیکن تم اس پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن ایک یوروپین اور ایک امریکن اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ قرآن کریم کی خاطر اس پر عمل نہیں کرتا۔ بلکہ اس لئے عمل کرتا ہے۔ کہ اس نے اس پر غور کر لیا ہے۔ فکر کر لیا ہے۔ کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا۔ تو میں بھی تباہ ہو جاؤں گا۔ اور میری قوم بھی تباہ ہو جائے گی۔ اس نے سوچنے کے بعد یہ نکتہ معلوم کر لیا ہے کہ

اخلاق فاضلہ کے بغیر

کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور کوئی فرد قوم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اس پر یہ بات حل ہو گئی ہے لیکن تمہیں اس بات کا پتہ نہیں لگ سکا۔ تم سمجھتے ہو۔ کہ دس روپے کسی سے لے لئے۔ اور پھر اُسے واپس نہ کئے تو کیا ہوا۔ لیکن تمہیں پتہ نہیں ہوتا۔ کہ دس روپے نہ دینے سے تمہاری قوم دس سال پیچھے جا پڑتی ہے۔ اور جب قوم دس سال پیچھے جا پڑے گی۔ تو تمہاری نسل دس سال پیچھے جا پڑے گی۔ قوم کی ترقی اخلاق فاضلہ

پر منحصر ہے۔ اور تمہاری ترقی تمہاری قوم کی ترقی پر منحصر ہے۔ تم اگر سوچتے تو یورپین اور امریکن لوگوں سے زیادہ فائدہ حاصل کر لیتے۔ لیکن حقیقی نتائج پر غور کرنے کا مادہ پھر اور عمل کرنے کا موقعہ آتا ہی نہیں تم کام کے متعلق تقریریں کرو گے۔ لیکن جب کام کا موقع آئے گا۔ تو تم لمبی تان کر سو جاؤ گے۔

فسادات ہوئے

لمبیں ماریں پڑ رہی تھیں۔ اور مجھے شکایات آ رہی تھیں کہ فلاں شخص گھر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور اس کی تجارت کو اور اس کے مکان کو نقصان پہنچ گیا۔ گویا وہ شخص یہ سمجھتا تھا کہ دوسرا شخص اس کے گھر کی حفاظت کرے گا۔ یہ کتنی شرم کی بات ہے۔ ایک نیم پاگل کو بھی اگر سمجھاؤ سکتا کہ اگر تمہیں اپنی جان بچانے کا شوق ہے تو دوسرے شخص کو اپنی جان بچانے کا خیال کیوں نہ ہوگا۔ تو وہ یہ بات سمجھ جائے گا۔ پھر اگر وہ شخص بھی چلا جائے تو تجارت اور مکان کی حفاظت کے لئے وہاں کون رہے گا۔ یہ سوچنے والی بات تھی۔ لیکن تمہارا دماغ خراب تھا۔ تمہیں فکر کرنے کی عادت نہیں تھی تم نے پاگلوں کی سی حرکت کی۔ بلکہ ایک پاگل بھی بعض دفعہ ایسی باتیں سوچ لیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ

سے ایک دفعہ ایک رشتہ دار نے درد شکم کی شکایت کی۔ آپ نے اس سے کہا۔ کہ تم ذرا لیٹ جاؤ۔ تا میں معلوم کروں۔ کہ تمہارے پیٹ میں سدہ تو نہیں۔ جب آپ نے اس کے پیٹ کو انگلی سے دبایا۔ تو وہ ہو ہو کر کے اٹھ بیٹھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ حیران ہوئے کہ اسے کیا ہوا۔ پوچھنے پر اس نے کہا کہ آپ کی توجہ بڑی زبردست ہے۔ جب آپ دبانے لگے تھے۔ تو آپ اگر ذرا زیادہ توجہ کرتے تو انگلیاں میرے پیٹ میں چلی جاتیں۔ غرض اپنے نفع نقصان کو سمجھنے کا جنونانہ قسم کا مادہ اس کے اندر بھی پایا جاتا تھا لیکن تمہاری یہ حالت تھی کہ تم [illegible] تھے بڈھوں اور چھوٹوں میں تمہارے خلاف جوش تھا لیکن تم میں سے بعض یہ کرتے تھے کہ مکان اور دکان چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور ان کے مکان اور ان کے کاروبار کو نقصان پہنچ جاتا تھا اگر اس حالت میں کسی کے مکان پر دو سو آدمی حملہ کرنے آ جائے تو انہیں روکنے والا کون ہوگا۔ اگر تم ہمسایہ سے امید رکھو کہ وہ

تمہاری جائداد کی حفاظت

کرے۔ تو وہ کہیگا۔ تم بھی چلے تھے۔ اور محض بہانہ بنا کر مجھے اکیلا چھوڑ گئے تھے میں نے بھی تم کو چھوڑ دیا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ وہ تمہاری حفاظت کرے اور تم اس کی حفاظت نہ کرو ایسے ہی لوگوں کے بھاگنے کی وجہ سے اب تک پچاس ہزار مسلمان عورتیں مشرقی پنجاب میں ہیں۔ اگر مسلمان سوچتے اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جاتے تو مشرقی پنجاب میں ایک کروڑ مسلمان تھے اور ان پر حملہ کرنیکی کسی میں طاقت نہ تھی۔ اگر دشمن حملہ کرتا۔ تو مہینوں لڑائی ہوتی۔ اور اس سارے ملکوں میں شور پڑ جاتا اور تمہاری مدد کو غیر ملکی فوجیں بھی آ جاتیں۔ اب تو ساری قومیں یہ سمجھتی تھیں کہ کچھ لوگ بیشک مارے جا رہے ہیں لیکن دوسرے لوگ بھاگ کر دوسرے علاقہ میں جا رہے ہیں۔ اور اس طرح امن قائم ہو رہا ہے۔ ہمارا کیا نقصان ہے امن خراب ہونیکا خطرہ تو تب تھا جب یہ لوگ لڑتے اب یہ لوگ بھاگ جائینگے تو امن قائم ہو جائیگا — پس تم اپنے اندر

غور کرنے کی عادت پیدا کرو

اور اپنے ہمسایوں، دوستوں اور اپنی اولاد میں بھی غور کی عادت پیدا کرو تا تم میں سے ہر ایک شخص فلاسفر بن جائے۔ اور ہر ایک جو سوال ہو۔ اس کا وہ معقول جواب دے سکے۔ اب تو تم تھپڑ کے سوا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اسلئے تم دنیا کی نظر میں بھی ذلیل ہو اور خدا تعالیٰ کی نظروں میں بھی ذلیل ہو۔

یہ عجیب توارد ہے؟ (المصلح الموعود)

قادیان میں ایک ایمان افزا تقریب

قادیان مورخہ ۵ر جولائی

آج بعد نماز عشا مسجد مبارک قادیان میں ایک نہایت ایمان افروز جلسہ زیر صدارت جناب مولوی عبدالرحمن صاحب امیر مقامی منعقد ہوا۔ جس میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ انچارج دہلی نے مختصر طور پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مناقب جلیلہ بیان کئے۔ اور خلافت ثانیہ کے ابتدائی پُر آشوب حالات بیان کرتے ہوئے اس نصرت اور تائید الٰہی کا ذکر کیا۔ جو مبائعین کے شامل حال رہی اور ان رؤیا اور کشوف کا تذکرہ کیا جو خدا تعالےٰ نے خلافت حقہ کی تائید میں مومنوں کو دکھائیں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کا ایک دلچسپ اور ایمان افزا مضمون پڑھ کر سنایا جو اخبار الحکم میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں ۱۹۱۴ء میں حضرت بھائی صاحب کے ایک الہام کا ذکر تھا۔ جو حضرت فضل عمر سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کی شان اقدس میں تھا۔ یعنی حضور عالی مقام کی شان میں

لولاک لما خلقت الافلاک

کا الہام حضرت بھائی جی کو ہوا تھا۔ اور جب حضرت بھائی جی اس الہام کو لکھ کر حضرت کے حضور پیش کر رہے تھے۔ اسی وقت حضرت اقدس کو ڈاک میں ایک خط حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا کسی باہر کے مقام سے موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنے الہام کا جو حضرت سیدنا المصلح الموعود کے متعلق تھا ذکر کیا ہوا تھا۔ وہ الہام بھی

لولاک لما خلقت الافلاک

تھا۔ اس خط کو پڑھ کر حضرت اقدس ایدہ اللہ نے فرمایا

"یہ عجیب توارد ہے"

یہ مضمون بہت ہی دلچسپ اور ایمان افزا تھا اور احباب نے دلچسپی سے سنا۔ بعد میں حضرت امیر صاحب نے بھی مختصر الفاظ میں خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام کا ذکر کیا۔ اور اکبر خان صاحب نجیب آبادی کے خواب کو بیان کیا۔ جو خلافت ثانیہ کی تائید میں انہوں نے دیکھا تھا۔ لیکن باوجود اس کے حلقہ بیعت میں شامل نہ ہوئے۔

اس سے قبل جناب امیر صاحب مقامی نے مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے خط کے حوالہ سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی کمزوری صحت کا ذکر کیا اور انکے علمی مقام اور روحانی پایہ کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر ان کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ (نامہ نگار)

اظہارِ خوشنودی اور دعا

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ۲۹ر رمضان المبارک تک سو فی صدی وعدہ تحریک جدید ادا کرنے والوں کی فہرست پیش کرنے پر حضور اقدس ایدہ اللہ نے فرمایا:-

"جزاکم اللہ احسن الجزاء"

آئندہ ۳۱ر اگست تک سو فی صدی وعدہ ادا کرنے والوں کی فہرست حضور کی خدمت میں برائے دعا پیش کی جائے گی۔ پس احباب اپنے کئے ہوئے وعدہ کو سو فیصدی پورا کر کے اپنے محبوب امام کی دعائیں لیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

ولادت۔ خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے ۲۲ر جون ۵۲ء بروز سوموار بوقت ۱۰ بجے تیسرا لڑکا عطا فرمایا۔ حضور پُر نور اور درویشان اور تمام دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کی صحت و سلامتی زندگی اور خادم دین بنے کے لئے دعا فرمائیں اور اس کے والدین کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنی نعمتوں کا وارث بنائے۔ خاکسار غلام محمد لون ساکن کانٹھ پورہ ڈاکخانہ سٹیاڑی پورہ ریاست کشمیر

زکوٰۃ امام وقت کے پاس ادا کرنی ضروری ہے!

یاد رہے کہ قرآن کریم اور حدیث کی رُو سے ضروری ہے۔ کہ جب امام وقت موجود ہو۔ تو اس کے پاس زکوٰۃ ادا کی جائے۔ جو اسے اغنیاء سے لے کر محتاجوں پر اور اشاعت اسلام پر صرف کرے گا۔ بعض احباب ہماری جماعت میں سے ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کر دی۔ حالانکہ وہ شرعاً ایسا نہیں کر سکتے۔ پس احمدی احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی کل زکوٰۃ قادیان آنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی صاحب جو اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے رشتہ داران کو دینا چاہیں تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے بذریعہ نظارت بیت المال قادیان اجازت لے کر دے سکتے ہیں۔ مگر اپنے طور پر بلا اجازت امام تقسیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ پر زکوٰۃ دینے والے کا تصرف نہیں ہوتا۔ بلکہ امام وقت کا حق ہے۔ کہ وہ غرباء میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔

جملہ عہدیداران مال جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب کو زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے ان کو اپنے ذمہ واجب زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے توجہ دلاتے رہیں۔ نیز ایسے احباب کے نام اور مکمل پتہ سے نظارت ہذا کو بھی بغرض ریکارڈ مطلع فرمادیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

جماعت احمدیہ کی استقامت

اور

مودودیوں اور احراریوں کی ناکامی

(از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے)

حال ہی میں مغربی پاکستان میں جماعت احمدیہ اور اس کے مخالفین ایک انوکھے دور میں سے گذر رہے ہیں۔ آیئے ہم سنجیدگی سے غور کریں کہ ان میں سے کون سا گروہ الٰہی ماموروں کی جماعت جیسی صدق و ثبات کی راہ پر گامزن ہوا۔ اور کس گروہ نے الٰہی سلسلوں کے مخالفین کا سا وطیرہ اختیار کیا۔

مولانا مودودی اور احراریوں نے اکثریت کے بل بوتے پر جماعت احمدیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے کی ناکام تدبیر کی۔ چنانچہ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ کے ارشادِ خداوندی کے ماتحت چاہ کن را چاہ در پیش والا معاملہ ہوا۔ کیونکہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر مکہ معظمہ میں کونسا جور و ستم تھا جو روا نہ رکھا گیا۔ لیکن ان معاندین عرب کو خدا تعالےٰ نے اس قدر ذلیل کیا کہ آج ان کا کوئی نام لیوا نہیں۔

جہاں ایک طرف مولانا مودودی نے "مسلمانوں کے ایک طبقے کو دوسرے کے ہاتھوں قتل کروایا"۔ (بحوالہ روزنامہ "ہندوستان" بمبئی مورخہ ۱۴ ۵/۵۲) وہاں دوسری طرف جماعت احمدیہ نے اپنے امام ایدہ اللہ تعالےٰ کی وعظ و تلقین پر عمل پیرا ہو کر ثابت کر دیا کہ وہ اخلاقِ عالیہ اور صدق و ثبات اور ایمان و عرفان کے مقام رفیع پر ممتاز ہیں۔ آپ نے سنہ ۱۹۵۲ء کے آغاز میں سات نفلی روزے رکھنے کی تلقین فرمائی اور ۳۰ ۱/۵۲ کو مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جماعت نے خدا کے فضل سے مٹنا تو نہیں لیکن جو شخص اس کے بچانے کے لئے کوشش کرتا ہے یقیناً وہ خدا تعالےٰ کے حضور بڑا مقرب ہے۔ چونکہ ہم میں کوئی طاقت نہیں اس لئے ہمارے پاس یہی ذریعہ ہے کہ جس ہستی کو اس کی طاقت حاصل ہے۔ ہم اس کے سامنے عرض کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس دوستوں کو خدا تعالےٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ جماعت کی حفاظت کرکے اسلام کی ترقی کے سامان بخشے۔ دشمن ناکام و نامراد ہوں۔ ہم ان کی ناکامی اپنی آنکھوں سے دیکھیں تا ہمارے دل اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے لذت حاصل کریں۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس کے لئے دوست دعا کریں۔ بار بار خدا تعالےٰ کے حضور جائیں۔ بار بار اس کے سامنے پیش ہوں اور اس سے دعا مانگیں"

(الفضل بابت ۸ ۲/۵۲)

۱۳ر فروری کو آپ نے فرمایا:۔

"احرار اور ان کے ساتھیوں نے احمدیت کے خلاف نئے سرے سے شورش شروع کر دی ہے۔ جنگ اسلام کے ایک اجارہ دار مولوی نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ اگر حکومت نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا جلد کوئی فیصلہ نہ کیا۔ تو پاکستان میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان وہی حالات رونما ہو جائیں گے۔ جو ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان رونما ہوئے"۔

"احرار اور ان کے ساتھیوں نے ۲۲ر فروری کا آخری نوٹس دیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان مولویوں کو کس طرح پتہ لگ گیا کہ ۲۲ر تاریخ کے بعد احمدیوں کو مار دیں گے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک سازش ہے"۔ "بہرحال تم یہ سمجھ لو کہ کسی احمدی نے اپنی جگہ کو نہیں چھوڑنا" (چنانچہ آپ کی دونوں بہنیں ایک بھائی۔ ایک صاحبزادہ اور کئی بھتیجے اور ایک بہنوئی وغیرہم لاہور ہی میں جو اس امن سوز تحریک کا گڑھ تھا) ٹھہرے رہے) نیز آپ نے فرمایا: "دعائیں کریں۔ یاد رکھو اگر تم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر مانا ہے تو تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے۔ مودودی۔ احراری اور ان کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو اُن کا حال اُس شخص کا سا ہوگا جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں۔ اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ وباللہ التوفیق"۔

(الفضل مورخہ ۱۲ ۲/۵۲)

اسی طرح آپ نے ۴ ۳/۵۲ کو جبکہ مخالفت زوروں پر تھی جماعت کے نام پیغام میں فرمایا:۔

"آپ بھی دعا کرتے رہیں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گذشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے چھوڑ دیا۔ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے۔ مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں۔ مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا"۔

(فاروق بابت ۴ ۳/۵۲)

پھر آپ نے ۵ ۳/۵۲ کو جماعت کو تلقین کی۔

"آپ لوگ صبر سے کام لیں۔ دعاؤں میں لگے رہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالےٰ پر توکل کریں کہ وہ جو آخر تک صبر سے کام لے گا وہ ایمان پر قائم رہے گا وہی دائمی جنت کا وارث ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرے گا۔ خوش قسمت ہو تم کہ جنت تمہارے قریب کی گئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل کے دروازے تمہارے لئے کھولے گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فرشتے تمہارے لئے اتر رہے ہیں۔ اور اس کی نصرت بارش کی طرح برس رہی ہے جس کی آنکھیں ہیں وہ دیکھتا ہے۔ جو اندھا ہے اُسے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ تم اپنی آنکھیں کھولو۔ اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کو دیکھو۔ تم سے پہلے لوگ تم سے بہت زیادہ مصیبتوں کا شکار ہوئے۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور ہمت سے آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی گود میں انہوں نے جگہ پائی تھی۔ تمہارے لئے بھی وہی برکتیں ہیں۔ صرف آگے بڑھنے اور اٹھانے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہے"۔

ایک روز بعد یعنی ۶ ۳/۵۲ کو پنجاب کے وزیر اعلیٰ دولتانہ نے اپنی ریڈیائی تقریر میں اس خلاف احمدیت تحریک کی ہمنوائی کا اظہار کیا اور ہوائی جہاز پر خاص نمائندہ بھجوا کر سر ظفر اللہ خاں کو احمدی ہونے کی وجہ سے وزارت سے ہٹا دینے کے مطالبہ کا اظہار کیا۔ جیسا کہ طبعی امر تھا وزیر اعلیٰ کی ایسی تقریر نے نشر ہوتے ہی جلتی آگ پر تیل کا کام دیا۔ چنانچہ حالات ایسے ۔ ۔ ۔ ۔ خطرناک ہو گئے کہ

جیسے سب جانتے ہیں کہ حضرت نواب سے کا نقشہ ظاہر ہوا۔ ان حالات میں آپ نے ۲ ۳/۵۲ کو جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:۔

"جس طرح بچہ مصیبت اور خوشی کے وقت اپنی ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ اسی طرح ایک سچا مومن بھی اپنی تکلیف اور خوشی کی گھڑیوں میں اپنے مالکِ حقیقی اور قادرِ مطلق خدا کی طرف بھاگتا اور اس کے آستانہ پر اپنا سر رکھ دیتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر حالت میں خدا تعالےٰ کے آستانہ پر جھکیں اور اس سے دعائیں اور التجائیں کریں کہ اس دنیا میں وہی تنہا ایسی ہستی ہے۔ جو ہماری ہر تکلیف اور ہر مصیبت اور ہر دکھ کو دور کر سکتی ہے۔ یاد رکھو اگر تم خدا تعالےٰ کی طرف جھکو گے تو دنیا کی ہر چیز اور ہر راحت اور ہر برکت تمہیں حاصل ہوگی اور دنیا بھر کے دکھ اور درد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اگر تم نے خدا سے غفلت برتی تو تمہارا کوئی ٹھکانا نہیں ہے"۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۱) احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ (۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ (۳) وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (۴) حقا علینا نصر المؤمنین (۵) لاغلبن انا ورسلی (۶) انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ (۷) والعاقبۃ للمتقین۔ کہ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ ان کے یہ کہنے پر وہ ایمان لائے ان کو ترک کر دیا جائے اور ان کو آزمائش میں نہ ڈالا جائے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارا رب ہے پھر استقامت دکھاتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اس پیغام کے ساتھ کہ خوف اور غم نہ کرو۔ نیز فرمایا۔ کہ اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے ہم پہ مومنوں کی نصرت فرض ہے اور یقیناً میں اور میرے رسول ہی غالب آتے ہیں یقیناً ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی مدد کریں گے اور انجام متقیوں کے لئے ہی ہوتا ہے۔

ان آیات کی روشنی میں بسہولت تمام ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ فریقین میں سے کس کی نصرت ہوئی۔ چنانچہ (۱) جب کراچی میں علماء نے امن سوز حرکات کا مظاہرہ کیا تو فوراً گرفتار ہوئے (۲) لاہور میں اکثریت کے بل بوتے پر مظالم ڈھانے اور لوٹ مار اور غارتگری کرنے لگے اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو قتل کر دیا۔ اور احمدیوں کی جائیدادوں کو نذر آتش کیا تو مارشل لاء نافذ ہوا جس کی خلاف ورزی میں وہ ہزاروں کی تعداد میں لقمۂ اجل بنا لئے گئے اور تمام افراد جماعت احمدیہ کو موت کے گھاٹ اتارنے کی سکیمیں دھری کی دھری رہ گئیں (۳) دولتانہ وزیر اعلیٰ کا فرض اولین اپنے صوبہ میں قیام امن تھا لیکن انہوں نے انصاف کا دامن چھوڑ کر صریح ظلم کا طریق اختیار کیا تو غیر متوقع طور پر چند دن کے اندر ہی وزارت سے برطرف کر دیئے گئے (۴) خواجہ ناظم الدین صاحب کی وزارت نے عرصہ تک خاموشی اختیار کرکے اس فتنہ کو بڑھنے کا موقعہ دیا تھا۔ حتیٰ کہ حکومت کی عمارت متزلزل ہو کر دھڑام سے گرنے لگی تھی۔ یہ وزارت ختم ہو گئی۔ (۵) گورنر پنجاب جس نے یہ خونی ہولی دیکھ کر خاموشی اختیار کر رکھی تھی اسے گورنری سے برطرف کر دیا گیا۔

قاعدہ ہے۔ جس کی طباعت عمدہ سفید کاغذ پر بلاک کے ذریعہ کرائی گئی ہے۔ قیمت فی نسخہ ۹ ر ہے۔ احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ مینیجر قاعدہ یسرنا القرآن قادیان مشرقی پنجاب

(۶) حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک صاحبزادہ اور نبیرہ کو ناجائز طور پر سزا دینے والے فوجی افسر کی کار کی ٹکر ہوئی اور اس کی دو پسلیاں اور ایک بازو ٹوٹ گیا۔ (۷) ان صاحبزادگان کو رہا کر دیا گیا (۸) سر ظفر اللہ خان جن کو احمدی ہونے کی بنا پر برطرف کئے جانے کا مطالبہ اس تحریک کا ایک اہم جزو تھا۔ ان کو نئی وزارت میں بھی اپنے عہدہ پر برقرار رکھا گیا۔ (۹) بلکہ مسٹر محمد علی وزیر اعظم کے یورپ جانے پر قائمقام وزیر اعظم بنایا گیا۔ (۱۰) اس دوران میں پنڈت نہرو کے ساتھ اہم مذاکرات کئے گئے جو ہندو پاکستان کے لئے ایک اہم باب کا حکم رکھتے ہیں۔ سر ظفر اللہ خان کو شامل کیا گیا (۱۱) مولانا مودودی صاحب کو ۱۴ سال قید کی سزا ملی۔ اور باوجود مطالبہ کے حکومت نے ان کو شدید فتنہ کا بانی قرار دے کر چھوڑنے سے انکار کر دیا (۱۲) احراری لیڈروں کو ابھی تک قید و بند سے نجات نہیں دی گئی۔ جن میں مولانا عبد الستار نیازی ممبر اسمبلی بھی شامل ہیں۔ جو اس تحریک میں ڈکٹیٹر تھے۔ اور اپنی ناکامی دیکھ کر داڑھی مونچھیں منڈا کر ملک چھوڑ رہے تھے۔ کہ قصور میں گرفتار کر لئے گئے۔ اور اب چودہ سال کی سزا بھگت رہے ہیں (۱۳) حکومت نے لاہور کے بعض مولویوں پر یہ پابندی عائد کر دی ہے۔ کہ وہ لاہور سے باہر نہیں جا سکتے۔ کوئی تقریر نہیں کر سکتے اور ہفتہ میں دو بار تھانہ میں حاضری دیتے ہیں۔

خدا گواہ ہے ہمیں ان ملاؤں کی سزا سے کوئی خوشی نہیں۔ لیکن اس میں بھی ذرہ بھر شک نہیں کہ فتنہ ساز ملاّ ہزارہا اشخاص کے قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کے بیوہ اور یتیم بنانے کے ذمہ دار ہیں جو اہل وطن اور تاریخ ان کو کبھی معاف نہ کریں گی۔ کیا کسی کو شک کی گنجائش ہے کہ ان کی حالت زمانہ نبوی کے علماء ھم شر من تحت ادیم السماء کے عین مطابق نہیں۔ احباب بھولے نہ ہوں گے کہ مولانا مودودی کی حالت روزنامہ "ہندوستان" بمبئی مورخہ ۳/۵/۵۳ء کے الفاظ میں یہ ہے کہ:-

"ایک فتویٰ انہوں نے یہ دیا کہ فساد کے دنوں میں جو غیر فرقوں کی عورتیں اور لڑکیاں اغوا کی گئی ہیں وہ اسلام کی رو سے قطعاً جائز ہے اور انہیں ہرگز واپس نہ کرنا چاہئے۔ مولانا مودودی کے اس فتویٰ سے پورے ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر بھی غم و غصے کی لہر پھیل گئی۔ اور لوگوں کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اسلام ایسی خلافانہ حرکات کی اجازت کیسے دے سکتا ہے"

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ نے صحابہ کرام جیسا نمونہ دکھایا۔ چنانچہ علامہ اقبال بھی بجا طور پر فرما چکے ہیں۔ کہ ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ دیکھنا ہو تو جماعت احمدیہ میں دیکھا جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحدی کے ساتھ اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی کا اعلان ان الفاظ میں فرما چکے ہیں:-

"اے نادانو! اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کسی سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے کریگا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سن لو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں ... کیا خدا مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۲۳)

اسی طرح فرماتے ہیں:-

"دنیا مجھ کو نہیں جانتی مگر وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے۔ جو اخیر وقت تک میرے ساتھ وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں۔ تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے۔ تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدہ کرتے کرتے تمہارے ناک بھی گھس جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور وہ نہیں رُکے گا جب تک کہ وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳)

جماعت کے لئے اس ابتلاء نے اصطفاء کا رنگ اختیار کیا۔ اور جماعت کے بلند کیریکٹر کو اور بھی رفعت بخشنے کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ جماعت کے اس اعلیٰ کیریکٹر کا ذکر آپ جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ہفت روزہ ریاست دہلی کی قلم سے سنیئے۔ مورخہ ۱۶/۳/۵۳ء کے پرچہ میں رقمطراز ہیں:-

"جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں، ان کی تمام جائداد لوٹ لی جائے، صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ مرنا اور تباہ ہونا قبول کر لیگا۔" یہ غیر ممکن ہے کہ ایک احمدی بھی اپنے مذہبی شعار سے دستبردار ہو کیونکہ ان لوگوں کا مذہبی کیریکٹر بہت ہی بلند ہے یہ اپنے خیالات کو چھوڑنے کے مقابل پر موت کو قبول کر سکتے ہیں مگر اپنے عقائد سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔"

ان واقعات سے حضرت اقدس علیہ السلام کے دیگر الہامات کے علاوہ ۲۸ر اپریل ۱۹۰۵ء کے ذیل کے رویاء اور الہامات پورے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"رویاء میں دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے۔ اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھ دی ہے۔ اس کے بعد الہامات ذیل ہوئے:-

فتح نمایاں۔ ہماری فتح۔ صدقت الرؤیاء انی مع الافواج اتیک بغتۃً۔

خدا تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کی امداد فرشتوں کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ جو لوگوں میں نیکی کی ترغیب پیدا کرتے ہیں۔ اور حق کی طرف راہ دکھاتے ہیں اسی شب صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت کو انی مع الافواج اتیک بغتۃً الہام ہوا ہے۔ صبح اٹھ کر ذکر کیا تو معلوم ہوا بیشک یہ الہام ہوا ہے (تذکرہ صفحہ ۵۰۰)

حضرت اقدس کو الہام ہونے کا علم حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کو دیا جانے میں یہ بھید ہے کہ اس پیشگوئی کا تعلق حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ہے کیونکہ یہ بات آپکے عہد مبارک میں پوری ہوئی تھی۔ ایک اور امر بھی قابل توجہ ہے کہ حضور کے الہامات میں فتح کے ہونے پر صدقت الرؤیا کا ذکر آیا ہے گویا کہ فتح کے ساتھ اوپر کی رویا کا تعلق ہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو رؤیا میں صرف الہام انی مع الافواج اتیک بغتۃً کا علم دیا گیا کیسی اہم امر ہے ان دونوں امور کو مدنظر رکھنے سے یہ سمجھ آتا ہے کہ انگشتری والی رویا پورا ہونے سے یہ ظاہر ہوگا کہ فتح نمایاں ہوئی ہے اور یہ کہ فتح ہماری ہوئی ہے نہ کہ دشمن کی اور انگشتری والی رؤیا کے پورا ہوتے اور ہماری فتح کے نمایاں ہونیکے ساتھ انی مع الافواج اتیک بغتۃً کا شدید تعلق ہوگا۔

انگشتری یعنی مہر اور خاتم کو بادشاہ یا ارباب حکومت فرامین، دستاویزات اور احکامات پر ان کی تصدیق اور اجراء کے لئے ثبت کرتے ہیں گویا کہ اس سے مراد حکومت ہے اور سفید کپڑے پہ اسے رکھ دینے سے یہ مراد ہے کہ پہلا جو شخص صاحب اقتدار ہوگا اس کا نشان نہ رہنے دیا جائیگا اور ایک نیا صاحب اقتدار مسند حکومت پر قائم کر دیا جائے گا جس کے نتیجے میں یہ ظاہر ہو جائیگا کہ ہماری فتح ہوئی اور نمایاں فتح ہوئی اور یہ ساری کارروائی اس فتنہ کے نتیجہ میں ہوگی کہ جس میں احمدیوں کو ڈالا جائے گا۔ اور ان سے بچانے کے لئے اچانک فوجیں لائی جائیں گی اسمیں شبہ نہیں کہ ہندوستان کے اخبارات بھی تسلیم کرتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ فتنۂ احمدیت حالیہ فتنہ ہی اس انقلاب کا باعث ہوا کہ جس سے خواجہ ناظم الدین جیسے پرانے شخص جو تقسیم ملک سے ہی نہایت ذمہ وار سمجھے جاتے تھے اور پہلے گورنر جنرل اور اس کے بعد اب تک وزیر اعظم چلے آتے تھے کسی کے تصور میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ یہ دفعۃً بڑی شان و شوکت سے دور دور پر جانے کے لئے تیار رہیں گے یوں مسند اقتدار سے برطرف کر دیئے جائیں گے۔ کہ جس کی اسقدر بے وقاری ہوگی کہ سیاسیات سے کنارہ کشی کا اعلان کرنے لگیں گے۔ چنانچہ اس انقلاب کے نتیجہ میں احمدیت کو فتح ہوئی اور فتح بھی نمایاں۔ کیونکہ اس کے بعد ہی گورنر پنجاب کی برطرفی، حضرت صاحبزادگان کی رہائی اور ان کو سزا دینے والے کی پسلیوں اور بازو کا ٹوٹ جانا۔ سر ظفر اللہ خان کا نئی وزارت میں اپنے سابقہ عہدہ جلیلہ پر فائز ہونا بلکہ بعد ازاں قائمقام وزیر اعظم کا تقرر۔ پنڈت نہرو و محمد علی مذاکرات کے لئے یورپ میں بلایا جانا۔ مولانا مودودی کو رہا کرنے سے حکومت کا انکار کرنا۔ اور لاہور میں ملاؤں پر پابندی عمل میں آئی۔ وہ چندہ نہیں کر سکتے۔ تقریر نہیں کر سکتے۔ شہر سے بغیر اجازت باہر نہیں جا سکتے اور تھانہ میں ہفتہ میں دو بار حاضری دینے پر مجبور ہیں۔ قاعدہ کلیہ کے طور پر جو الہام ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک کہ جو مجھے ذلیل کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کریگا کس صفائی سے یہ پورا ہوا۔ ہندو پاکستان کا [illegible] مسلم و غیر مسلم اخبارات نے ان ملاؤں کے ان افعال کو منافی اسلام اور انسانیت اور اخلاق سوز قرار دیا [illegible]

اصول شناخت

از قلم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

"اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھ سے وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہیں ہوتے جو خدا تعالیٰ کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہئیں۔ تو تم مجھے مت قبول کرو۔ لیکن اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے تئیں دانستہ ہلاکت میں مت ڈالو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بدگمانیوں سے باز آ جاؤ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا ہے۔ اور تم نہیں دیکھتے اور فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے جلال میں ہے اور در و دیوار لرزہ میں۔ کہاں ہے وہ عقل جو کچھ سمجھ سکتی ہے۔ کہاں ہیں وہ آنکھیں جو وقتوں کو پہچانتی ہیں آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اے نادان انسان! باز آ جا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے اچھا نہیں!"

(سراج منیر صفحہ ۵)

دس فائدے

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری

۱۔ سب سے زیادہ مرغوب چیز دنیا میں عمل صالح ہے جو زندگی اور قبر میں مونس ہو سکتی ہے۔

۲۔ سب نفس و خواہش کے تابع ہے لیکن خدا فرماتا ہے۔ واما من خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ۔ گویا نفسانی خواہشات سے بچے رہنا جنت کا مستحق بنا دیتا ہے۔

۳۔ لوگ محنت کر کے کماتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے کچھ کما لیا لیکن خدا فرماتا ہے: ما عندکم ینفد وما عند اللہ باقٍ۔ جو کچھ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہی محفوظ رہتا ہے اور جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

۴۔ دنیا میں انسان کے لئے مختلف چیزیں فخر وغیرہ کا موجب ہیں۔ لیکن خدا فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ کہ خدا کے نزدیک قابل عزت چیز انسان کا متقی ہو جانا ہے۔

۵۔ ایک شخص دوسرے پر حسد کرتا ہے کوئی کسی کے علم پر کوئی کسی کے فضل پر لیکن خدا فرماتا ہے۔ "نحن قسمنا بینہم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا" کہ ہم نے ہر ایک کی روزی دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہوئی ہے۔ تم کیوں حسد کرتے ہو۔ یہ سارے جہان سے صلح کا کام ہے۔

۶۔ لوگ ایک دوسرے کے کسی غرض کے لئے دشمن ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا کا فرمان ہے کہ:۔ ان الشیطان لکم عدوٌ فاتخذوہ عدوًا۔ تو گویا خدا تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مشغول رہنا ضروری ہے اور خدا فرماتا ہے:۔ الم اعھد الیکم یا بنی آدم الا تعبدوا الشیطٰن انہٗ لکم عدوٌ مبین وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم گویا شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور خدا کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔

۶۔ ہر شخص اپنے رزق کی تلاش میں حیران و سرگرداں ہے۔ لیکن خدا فرماتا ہے:۔ "وما من دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا" تو گویا انسان بے فکر ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔

۸۔ لوگ مختلف چیزوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ مثلاً عزت۔ دولت وغیرہ لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے "من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اس کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأۃ شہید۔ کہ جو میری سنت کو امت کی خرابی کے دور میں مضبوطی سے تھامے رکھے گا۔ اس کو سو شہیدوں کا بدلہ ملے گا۔ پس اسلام پر قائم رہنا ہمارے فائدہ کی بات ہے۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ ہر شخص کو زمانہ کے امام کو پہچاننا چاہیئے اور اس کو قبول کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ خدا کے نزدیک اس کی موت جاہلیت والی موت ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو ہمارے اُخروی فائدہ کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تلک عشرۃ کاملۃ

ایک دردناک واقعہ

"گوہر علی خاں احمدی حضرت خلیفہ اولؓ کی خلافت کے زمانہ میں احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کی عمر اس وقت ۷۶ سال کی ہے۔ وہ اپنے گاؤں دھنی پور میں اکیلے احمدی ہیں۔ ان کے ہمراہ ان کے چچیرے بھائی نواز خاں صاحب احمدی ہوئے تھے اور مخالفوں کے تشدد اور ظلم سے تنگ آ کر انہوں نے اپنے ملک کو الوداع کہا۔ اور اب کراچی میں رہتے ہیں۔ گوہر علی خاں صاحب جو زیادہ تر بار کوٹ میں رہتے ہیں جو ان کے گاؤں دھنی پور سے سو میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ ان کی اہلیہ اور لڑکے اور والدہ ان کے مکان دھنی پور میں بود و باش کرتے ہیں۔ ماہ رمضان کے دو تین دن پہلے وہ اپنی بیوی کو جو بار کوٹ میں تھی ہمراہ لے کر دھنی پور پہنچے۔ دھنی پور میں ۳۴ گاؤں کا ایک بڑا جلسہ جہاں سات غیر احمدی علماء مدعو تھے اسی دھنی پور میں منایا گیا تھا جس دن گوہر علی خاں بار کوٹ سے دھنی پور پہنچے۔ اسی دن غیر احمدیوں کا جلسہ ختم ہوا تھا مگر مولوی محمد اسمٰعیل جو ایک سامنہ پھٹ مولوی ہے۔ وہ موجود تھے۔ باقی مولانا لوگ اپنے اپنے مکان کو واپس ہو چکے تھے۔ گوہر علی خاں کو محلہ والوں نے پکڑ کر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس لے گئے۔ اور مجبور کیا گیا کہ احمدیت سے توبہ کر کے ان کے گروہ میں شامل ہو۔ گوہر علی خاں نے کہا کہ میں اُمّی شخص ہوں مولوی محمد اسمٰعیل عالم ہیں۔ میں ان سے سوال و جواب کر نہیں سکتا۔ اگر آپ لوگ آنے جانے کا خرچ اپنے ذمہ لیں تو احمدی عالم کو منگا سکتا ہوں۔ اور اس وقت صداقت احمدیت پر گفتگو ہو سکتی ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل نے اس شرط کو قبول کیا اور دو ماہ کے عرصہ میں مباحثہ ہونے کے لئے ایک تحریر گوہر علی خاں سے لکھا لی۔ دوسرے دن ایک شخص کی شادی کی مجلس میں گوہر علی خاں کو زبردستی بلوایا گیا اور وہاں انہیں احمدیت سے تائب ہونے کے لئے زبردستی کہا گیا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو انہیں چاروں طرف سو غنڈوں نے ہجوم کر کے پکڑ لیا اور بار بار یہی کہتے رہے۔ کہ تم ایک دفعہ کہہ دو کہ میں احمدی نہیں۔ تم کو ہم اپنا سردار بنا لیں گے اور تم کو اگر کوئی تکلیف ہو تو اس کو دور کر دیں گے۔ سواری اور پھولوں کے ہار لے کر کھڑے رہے کہ وہ احمدیت کا انکار کریں اور یہ جلوس نکال کر انہیں ادھر اُدھر پھرائیں۔ جب ان سے مایوس ہو گئے۔ تو دھکے اور دھکے دے کر ان کے مکان سے دس قدم باہر دھوپ میں لے کر کھڑا کر دیئے۔ اور ان کو اپنے مکان کے اندر جانے سے روک دیا۔ گالی اور ہنسی ٹھٹھا کرتے رہے۔ گرمی کی شدت سے جب ان کو پیاس لگی تو پانی پینے کو نہیں دیا گیا۔ اور ان کو دھمکی دی گئی کہ جوٹ اور کراسیس ڈال کر جلا دیا جائے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اس طرح توبہ نہیں کرتا ہے۔ تو ان کی بیوی پر طلاق نامہ لکھ کر ان سے زبردستی دستخط لیا گیا اور ان کو گاؤں سے باہر لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ اور منع کر دیا گیا کہ دوبارہ اس گاؤں کو نہ آئیں۔ ورنہ ان کی لاش چیل کوؤں کے حوالے کر دی جائے گی۔

بے چارے نے بے سر و سامان تھانہ میں اطلاع لکھا کر وہاں سے سات میل فاصلہ پر سرلو گاؤں کو جہاں دو مکان احمدی کے تھے آ کر آرام لیا۔ اور وہاں سے سونگھڑہ ہوتے ہوئے بندے کے غریب خانہ پر پہنچا ہے۔ نواز خاں نے نو عمری میں اس گاؤں کو چھوڑا اور یہ تو پیرانہ سالی میں اپنے گاؤں کو چھوڑ رہے ہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور بزرگان دین اور درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔ والسلام خاکسار محمد یحییٰ احمدی عفا اللہ عنہ [illegible] کٹک اڑیسہ

قادیان میں وقارِ عمل

مورخہ [illegible] بروز جمعہ مقبرہ بہشتی کے پل کے اوپر ذیل کے درویشوں نے مٹی وغیرہ ڈال کر پل کی مرمت اور درستی کی۔

۱۔ چوہدری غلام رسول صاحب چیمہ
۲۔ " سکندر خاں صاحب
۳۔ " منظور احمد صاحب چیمہ
۴۔ " بشیر احمد صاحب بہار
۵۔ شریف احمد صاحب ڈوگر
۷۔ محمد یوسف صاحب گجراتی
۷۔ فضل الٰہی صاحب گجراتی
۸۔ محمد عزیز صاحب "
۹۔ مرزا بشیر احمد صاحب "
۱۰۔ خدا بخش صاحب گجراتی۔ ۱۱۔ غلام قادر صاحب گجراتی۔ ۱۲۔ عبد الرشید صاحب نیاز ۱۳۔ ممتاز احمد صاحب ہاشمی (نامہ نگار)

بقیہ صفحہ یہودی روایات کے مطابق یہ ستارہ مشرق کی طرف سے نکلنے والا تھا۔ اسی لئے مجوسی یہ کہتے ہوئے آئے۔ کہ ہم نے یہودیوں کے بادشاہ کا پورب میں ستارہ دیکھا ہے (متی ۲/۲) پس یہود و نصاریٰ کے نزدیک مشرق کا خاص لحاظ کیا جاتا تھا۔ وہ عبادت گاہوں کے دروازے مشرق کی طرف رکھتے تھے بلکہ ان کے بعض فرقے عبادت کرتے وقت مشرق کی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ حضرت مریم نے مکان شرقی کو عبادت کیلئے انتخاب کیا تھا۔ یا یہ عبادت گاہ تھی جس کا رُخ مشرق کی طرف تھا۔

فاتخذت من دونھم حجابًا

حضرت مریم نے عبادت کے لئے پردہ بنا لیا یہود کے ہاں خیمہ گاہ میں عبادت کی جاتی تھی۔ عبادت کرتے وقت انسان میں طبعاً حجاب ہوتا ہے۔ حضرت مریم نے عبادت گاہ میں جا کر پردہ کھینچ لیا تا کہ تنہائی میں عبادت کر سکیں۔ (باقی)

حقیقی اسلام

جسے احمدیت پیش کرتی ہے

از مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم کلکتہ

جماعت احمدیہ کے بارہ میں مخالفین کی طرف سے جو غلط فہمیاں آئے دن پھیلائی جاتی ہیں ذیل کا جامع مضمون ان سب کا ازالہ کر کے حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے بصورت ٹریکٹ علیحدہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

قرآن کریم اور دیگر الٰہی نوشتوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کوئی سچی اور حقانی تحریک نمودار ہوئی، دنیا داروں نے اس کی مخالفت کی۔ کذب و افترا اور الزام و بہتان اور مکر و فریب سے کام لیا۔ مگر ناکام رہے۔ آخر حق غالب آیا اور باطل بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہودیوں نے ہر چند جھوٹا پروپیگنڈا کیا۔ کہ آپ احکام تورات کی ہتک اور نافرمانی کرتے ہیں۔ تا مذہبی لوگ جوش میں آکر آپ کے درپئے آزار ہوں۔ کبھی یہ مشہور کیا کہ آپ رومی حکومت کے باغی ہیں۔ تا حکام وقت آپ پر کڑی نگرانی رکھیں۔ اور کبھی یہ افواہ اڑائی کہ آپ موجودہ حکومت کے خلاف جہاد سے روکتے ہیں۔ اور قومی غلامی کو مضبوط کرتے ہیں۔ تا آپ کو غدار قوم و وطن کا خطاب دیا جائے۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان تمام الزاموں سے بری تھے۔

اسی طرح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو بے اثر کرنے کے لئے دشمنوں نے کبھی آپؐ کو کذاب کہا تو کبھی جادوگر کبھی مجنون کا لقب دیا تو کبھی جاہ طلب اور دنیادار۔ لیکن سچ کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا۔ آخر خدا کا پیارا کامیاب و کامران ہوا۔ اس کے دشمن ناکام و نامراد۔ کاش اہل دل سبق حاصل کریں۔ اور چشم بینا عبرت پکڑے۔

اسی پرانی عادت کے مطابق آج جب کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام۔ قرآن مجید کے خادم اور اسلام کے شیدا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ظہور ہوا۔ تو ہوا و ہوس کے بندوں نے تاب مقابلہ نہ لاکر آپؑ کے خلاف دن رات جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ کبھی کہا کہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں۔ کبھی کہا کہ آپؑ جہاد کے انکاری ہیں۔ اور کبھی کہا کہ آپ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ حالانکہ یہ سب پروپیگنڈا جھوٹا اور کذب و افترا ہے واللہ علیٰ ما نقول شہید۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب موصوف اعلیٰ درجے کے غلام رسولؐ۔ فدائے ملت۔ خادم اسلام۔ عاشق قرآن۔ محب وطن۔ مرد مجاہد اور بلا خوف لومۃ لائم حق پرور و حق گو ہیں۔ چنانچہ بطور مشتے از خروارے آپؑ کی چند تحریرات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ جن سے ہمارے دعویٰ کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔

ارکان ایمان ۔ حق پسند اصحاب کے لئے یہ امر فائدہ اور دلچسپی کا موجب ہوگا کہ پہلے ایمان کے معنی بیان کر دیئے جائیں۔ سو واضح ہو کہ ایمان کے معنی ہیں اقرار باللسان و تصدیق بالجنان یعنی جو اقرار زبان سے کیا جائے۔ دل سے اس کی تصدیق کی جائے بنا بریں ایمان کے دو حصے قرار پائے۔ (۱) اقرار یعنی اٰمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ والقدر خیرہ و شرہ والبعث بعد الموت میں ایمان لاتا ہوں۔ اللہ پر اس کے تمام فرشتوں پر۔ اس کی تمام کتابوں پر۔ اس کے تمام رسولوں پر۔ اس کی قضاء و قدر پر اور قیامت پر (۲) عملی تصدیق یعنی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرنا۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ بشرط استطاعت حج کرنا اور صاحب نصاب ہونے پر زکوٰۃ دینا۔

یہ امور ہیں جن کا قائل و عامل سچا مسلم و مومن ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں ہمیں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریرات کا ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

جماعت احمدیہ کے عقائد

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے۔ ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔۔۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو شخص شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے۔ یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ:-

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔"

(ایام الصلح ص ۸۶-۸۷)

"میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالےٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالےٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے خلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص اب بھی مجھے کافر سمجھتا ہے۔ اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میرا خدا اور رسولؐ پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلے میں تو بفضلہ تعالےٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔" (کرامات الصادقین ص ۲۵)

"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے۔ جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی بولتا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے۔ جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔" (الوصیت ص ۱۱)

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔" (کشتی نوح ص ۲۵)

"مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں۔ کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں۔ کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں۔ جن کے ذریعہ دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ اور وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی۔۔۔ لیکن اے مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ۔۔۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار درود سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور مذہب مردہ ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔" (چشمہ مسیحی ص ۴۲)

"تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ۔۔۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے۔ جو خدا سچ ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی کتاب ہے اور کسی

کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۸، ۲۹)

"اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی صرف وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۲ و ۱۳)

"اسلام کیا چیز ہے؟ یہی کہ ہم اس سفلی زندگی کو کھو دیں اور نابود کر دیں اور ایک اور نئی پاک زندگی میں داخل ہوں اور یہ ناممکن ہے جب تک ہمارے تمام قویٰ خدا کی راہ میں قربان نہ ہو جائیں۔ اسلام پر قدم مارنے سے نئی زندگی ملتی اور وہ انوار و برکات حاصل ہوتے ہیں کہ اگر میں بیان کروں تو مجھے شک ہے کہ ابھی لوگوں میں سے کوئی ان پر اعتبار بھی کرے گا۔"

(ست بچن صفحہ ۱۵)

مذکورہ بالا تحریرات کی روشنی میں ہر انصاف پسند سمجھ سکتا ہے۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور آپ کے ماننے والے کیا بلحاظ عقائد اور کیا بلحاظ اعمال سو فی صدی مسلمان ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک

جماعت احمدیہ کی امتیازی حیثیت

اب اگر یہ سوال ہو کہ مخالفین کو احمدیت کے پیغام میں وہ کونسی ایسی نئی چیز نظر آئی تھی جس سے وہ مارے غصہ کے آگ بگولہ ہو گئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فی زمانہ مولوی کہلانے والے لوگ اصل اسلام سے اسقدر بیگانہ ہو گئے ہیں کہ اپنے سرتاپا غلط عقیدوں کے باعث اس کے نادان دوست ثابت ہو رہے ہیں۔ چنانچہ جب مرزا صاحب موصوف نے انہیں توجہ دلائی اور قرآن و اسلام کا اصل مفہوم دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تو ملاؤں کو خواہ مخواہ ضد پیدا ہوئی اور انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ مخالفت و دشمنی پر کمر باندھ لی۔

۱۔ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں عام ملاؤں اور ان کے ہمنواؤں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار سال سے اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ اس بارہ میں حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے:۔

"نصوص صریحہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو چکی ہے۔ اور حق کھل گیا ہے۔ ... بلکہ کامل تحقیقات سے یہ فیصلہ ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک پہلو سے ان کی وفات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی بلکہ حدیث صحیح سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔ اور وہ واقعہ صلیب کے بعد ستاسی برس اور زندہ رہے تو یہ سوال باقی رہا کہ پھر ان حدیثوں کے کیا معنی ہیں کہ عیسیٰ بن مریم آخری زمانہ میں نازل ہو گا؟ اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ یہ حدیثیں ہرگز ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں یعنی آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ میں صاف فرمایا ہے۔ کہ عادۃ اللہ میں یہ امر داخل نہیں کہ کوئی انسان اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلا جائے۔ اور پھر آسمان سے نازل ہو اور نہ اب تک کسی زمانہ میں یہ عادۃ اللہ ثابت ہوئی کہ کوئی شخص دنیا سے جا کر پھر واپس آیا ہو اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی آج تک ایک بھی نظیر اس قسم کی واپسی کی نہیں پائی گئی۔ مگر اس بات کی نظیر پہلی کتابوں میں موجود ہے کہ جس شخص کے دوبارہ دنیا میں آنے کا وعدہ دیا گیا۔ وہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ کوئی اور شخص اس کی خو اور طبیعت پر آگیا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا۔ یہود کو وعدہ دیا گیا تھا بلکہ لکھا گیا تھا کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے ایلیا دوبارہ دنیا میں آجائے۔ مگر وہ وعدہ اپنی ظاہری صورت میں آج تک پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کے آنے کا وعدہ تھا وہ دنیا میں آکر دنیا سے اٹھایا بھی گیا۔ پس کچھ شک نہیں کہ وہ وعدہ جیسا کہ حضرت مسیح نے اس پیشگوئی کے معنے کئے باطنی طور پر پورا ہو گیا یعنی حضرت یوحنا جس کا نام یحییٰ بھی ہے ایلیا کی خو اور طبیعت پر دنیا میں آیا گویا ایلیا آگیا۔ اب نظیر مذکورہ بالا کے لحاظ سے ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے کا وعدہ بھی اسی رنگ اور طرز سے ظہور پذیر ہو جیسا کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کا وعدہ ظہور پذیر ہوا۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸)

• "یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ... ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے۔ ... اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ ... اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵)

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں

عام ملاؤں اور ان کے ہمنواؤں کے نزدیک قرآن کریم کی بہت سی آیتیں منسوخ ہو چکی ہیں یعنی ان پر عمل کرنے کا زمانہ بیت چکا اور اب ان آیات کی حیثیت ایک قصہ اور کہانی سے زیادہ نہیں۔ اس بارہ میں حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا ہے:۔

"قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلام الٰہی ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ ایک شعشہ تک دخل نہیں۔ اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدا تعالےٰ کا ہی کلام ہے اور کسی فرقہ اسلام کو اس کے ماننے سے چارہ نہیں۔ اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے وہ وحی متلو ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں۔ وہ بباعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۸، ۵۲۹)

"قرآن کریم کا ایک شعشہ یا ایک نقطہ منسوخ نہیں ہو گا۔ کسی کی مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔" (نشان آسمانی صفحہ ۲۱)

۳۔ تمام انبیاء معصوم تھے۔ تمام سادہ لوح ملا طبع لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرنے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ بلکہ یہ لوگ تو یہاں تک کہہ جایا کرتے ہیں کہ خود حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بھی بدنظری وغیرہ قسم کے گناہوں سے نہ بچ سکے۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک عصمت انبیاء کا مسئلہ کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا۔ مگر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"مگر ہم خدا کے نبیوں کو تو [illegible] کہیں تو ہم چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر ہیں۔ جن دلوں پر خدا کا کلام مقدس نازل ہوتی رہی ہے اگر وہ دل مقدس نہیں تھے۔ تو پاک کو ناپاک سے کیا نسبت تھی؟ یہ نہایت چالاکی ہے جو خدا کے ستودہ بندوں کی شان میں بے باالفاظ بولے جائیں۔ کیا افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ اپنی خودی سے ایک دم باہر نہیں نکلتے وہ جنہوں نے دنیا سے اپنے ربط [illegible] اللہ تعلق پیدا کیا کہ گویا مر گئے ان کے دلوں میں ہر دم دنیا ہے وہ خدا کے مقدس لوگوں کا تحقیر سے یاد کریں۔"

• "اے بھائیو! نبیوں کا پاک اور کامل اور راستباز ہونا تسلیم کرو۔ اگر وہ کتابیں بھی پاک تھیں جو نبیوں پر نازل ہوئیں۔ ورنہ جن دلوں سے کتابیں نکلی ہیں اگر وہ دل ہی پاک نہیں تو پھر کتابیں کیونکر پاک ہو سکتی ہیں ... اگر وہ چیدہ اور برگزیدہ اور خدا کے کامل وفادار بندے نہیں تھے۔ تو گویا خدا پر بھی اعتراض ٹھہرا ہوا اس کو جوہر قابل کی شناخت نہیں اور نعوذ باللہ یہ ماننا پڑا کہ خدا بھی بدبخت لوگوں کی طرح چوروں ڈاکوؤں سے ہی میل ملاپ رکھتا ہے تم آپ ہی سوچو کہ جو لوگ خدا اور خلقت میں واسطہ ہیں اور جو آسمانی نوروں کو زمین پر پھیلانے والے ہیں وہ کامل چاہئیں یا ناقص اور راستباز چاہئیں یا دروغ باف؟"

"اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کی راہ سے ... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والوں کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا یا حضرت ابراہیمؑ کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اسکی وجہ ان کی وہ جنگلی ہے۔ ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس عقیدہ کا مادہ اور خمیر ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ [illegible])

۴۔ جہاد کے متعلق اصل اسلامی نظریہ۔ اکثر اوقات ظالم طبع ملا عام مسلمانوں کو یہ کہہ کر بھڑکایا کرتے ہیں کہ احمدیہ جماعت جہاد کی منکر ہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔ اصل جہاد کئی رنگ کا ہوتا ہے۔ یعنی دشمن کے حملے کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر اسی قسم کا مقابلہ ضروری ہے اگر دشمن بزور شمشیر اسلام کو مٹانا چاہے تو مجاہدین کا فرض ہے کہ تلوار کا جواب تلوار سے دیں لیکن ہمیشہ تلوار ہی سے لوگوں کے قتل کو تیار رہنا جہاد نہیں بلکہ ظالمانہ قتل و خونریزی ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں:۔ "اس قدر ہم ضرور کہیں گے کہ یہ دن دین کی حمایت کیلئے لڑائی کے دن نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخالفوں نے بھی کوئی مذہب کی اشاعت میں تلوار اور بندوق سے نہیں کیا بلکہ تحریروں اور قلم اور زر کا خرچ کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے حملے بھی تحریر اور تقریر تک ہی محدود ہوں جیسا کہ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں بھی کسی قوم پر تلوار سے حملہ نہیں کیا جب تک پہلے اس قوم نے تلوار نہ اٹھائی۔ سو اس وقت دین کی حمایت میں تلوار اٹھانا نہ صرف بے انصافی ہے بلکہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہم تحریر اور تقریر کے ساتھ اور دلائل شافیہ کے ساتھ دشمن کو ملزم کرنے میں کمزور ہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹوں اور کمزوروں کا کام ہے کہ جب جواب دینے سے عاجز آجائیں تو لڑنا شروع کر دیں۔ پس اس وقت کی لڑائی سے خدا تعالیٰ کے سچے اور روشن دین کو بدنام کرنا ہے۔ دیکھو کس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک کفار کے ہاتھ سے دکھ اٹھاتے رہے اور وہ ان شریروں کو لاجواب کرتے رہے اور ہرگز تلوار نہ اٹھائی جب تک شریروں نے تلوار اٹھا کر بہت سے پاک لوگوں کو شہید نہ کیا۔ سو جنگ لسانی کے مقابل پر جنگ سنانی شروع کر دینا اسلام کا کام نہیں ہے کم ہمتوں اور کم حوصلہ لوگوں کا کام ہے۔" (ایام الصلح صفحہ [illegible])

بلا خالف نیک چند حضرات سے التماس ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی مذکورہ بالا تحریرات کی روشنی میں احمدیت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور دشمنوں کی غلط بیانیوں کا [illegible] ...

[illegible]

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ جون ۱۹۵۳ء کی فہرست

جن احباب کی طرف سے ماہ جون میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں موصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق پیشتر ازیں مختلف اوقات پر بذریعہ اخبار اور انفرادی و جماعتی تحریکات توجہ دلائی جا چکی ہے۔ اور اس فنڈ کے بڑھانے کے متعلق حضرت اقدس کا ارشاد بھی جماعتوں تک پہنچایا جا چکا ہے۔

موجودہ آمد درویشان کے مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر بہت کم ہے۔ اور اس میں ابھی بہت زیادہ اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے افراد ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ماہوار وعدے مرکز میں بھجوائے تھے۔ مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی اختیار نہیں کی جا رہی۔ ایسے احباب کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف فوری متوجہ ہوں۔ اور جو دوست تاحال کسی وجہ سے وعدہ نہ کر سکے ہوں۔ وہ اپنے وعدے بھجوائیں۔ اور ایسے افراد جو اپنے حالات کے مطابق ہر ماہ ادائیگی سے معذور ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً بالمقطع اس فنڈ میں کچھ نہ کچھ رقم ادا کر کے اس تحریک کے ثواب میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

فہرست وصولی چندہ درویش فنڈ ماہ جون ۱۹۵۳ء

نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱	مکرم سید احمد صاحب لکھنؤ	۱۰/۰/۰
۲	،، سید حسام الدین صاحب سونگھڑہ	۲/۱۲/۰
۳	،، مولوی عبدالودود صاحب کینانڈی	۳۲/۲/۰
۴	،، حضرت میاں شریف احمد صاحب لاہور	۲۵/۰/۰
۵	،، احمد حسین صاحب معرفت امیر صاحب	۱۵/۰/۰
۶	،، محمود حسین صاحب کمپونڈر دہلی	۵/۰/۰
۷	از جماعت احمدیہ حیدرآباد	۲۳/۵/۰
۸	از لجنہ اماء اللہ	۴۴/۱۲/۰
۹	مکرم مختار احمد صاحب لکھنؤ	۵/۰/۰
۱۰	از جماعت بھاگلپور	۴/۰/۰
۱۱	مکرم سید اختر احمد صاحب پٹنہ	۲۰/۰/۰
۱۲	،، سید صلاح الدین صاحب بذریعہ امیر صاحب	۵/۰/۰
۱۳	محترمہ سیدہ صفیہ بی بی صاحبہ شموگہ	۲/۸/۰
۱۴	الحاج میر کلیم اللہ صاحب	۲/۸/۰
۱۵	محترمہ منیرہ بیگم صاحبہ نیلا گنبد لاہور	۴۵/۰/۰
۱۶	،، حلیمہ بیگم صاحبہ چکوال	۵/۰/۰
۱۷	مکرم عبدالکریم صاحب کھاٹ ڈبری	۱/۰/۰
۱۸	بیگم صاحبہ مولوی فیض الحسن صاحب حیدرآباد	۱۰/۴/۰
۱۹	بیگم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	۱/۰/۰
۲۰	منیرہ بیگم صاحبہ زوجہ غلام حسن کریم علی صاحب سکندرآباد	۱/۰/۰
۲۱	میں بیگم صاحبہ فاضل کرم علی صاحب سکندرآباد	۱/۰/۰
۲۲	صداقت بیگم صاحبہ بیگم مسیح الدین صاحب سکندرآباد	۱/۰/۰
۲۳	فاطمہ بیگم صاحبہ بیگم فضل الدین صاحب سکندرآباد	۲/۸/۰
۲۴	فیض النساء صاحبہ بیگم علی محمد صاحب ایم ۔ اے سکندرآباد	۲/۰/۰
۲۵	عائشہ بیگم صاحبہ بیگم یوسف الدین صاحب سکندرآباد	۵/۰/۰
۲۶	حالی صاحبہ والدہ سید جہانگیر علی صاحب کاچیگوڑا سکندرآباد	۳/۰/۰
۲۷	لاڈلی بیگم صاحبہ بیگم سید حسین صاحب کاچیگوڑا سکندرآباد	۳/۰/۰
۲۸	صفیہ بیگم صاحبہ بیگم غلام قادر صاحب خرق سکندرآباد	۳/۰/۰
۲۹	عظیمہ بیگم صاحبہ بیگم نذیر احمد صاحب سکندرآباد	۳/۰/۰
۳۰	مکرم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	۲۰/۰/۰
۳۱	مکرم فاضل الہ دین صاحب سکندرآباد	
۳۲	،، سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب ،،	
۳۳	،، ،، یوسف احمد الہ دین صاحب ،،	
۳۴	،، عبدالاحد صاحب سکندرآباد	۶/۰/۰
۳۵	،، صالح محمد صاحب و اسماعیل صاحب	

(ناظر بیت المال قادیان)

اخبار ریاست کی خجالت

از مکرم سید ارشد علی صاحب لکھنؤ

اسلام کے نادان دوستوں نے آج تک اپنے ذاتی مفاد کے لئے اسلام کے ساتھ بلکہ ہر دینی نیکی اسلام کی قابل افسوس دشمنی میں جو تجارتی پراپیگنڈے کئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے علاوہ اب غیروں سے بھی پوشیدہ نہیں رہے۔ اور حیرت تو یہ ہے کہ اس قسم کے فدائیانِ اسلام محض اپنے مفاد کے لئے غیر تو غیر اپنوں کی مخالفت میں بھی جب کوئی مضمون سپردِ قلم فرماتے ہیں۔ تو وہ بھی کسی طرح کفر یا اسلام دشمنی سے کم درجہ کا نہیں ہوتا۔

اخبار ریاست کے مدیر علامہ سلامت علی صاحب مہدی ایک ایسے پائے کے عالم ہیں کہ آپ اپنی چھوٹی سی عمر میں ہندوستان کے مسلمانوں کے علمائے "الجمعیۃ" کو بھی بین الاقوامی اور کفر کے ہم وزن الفاظ میں ہدفِ ملامت بناتے رہتے ہیں انہیں پڑھنے کے بعد ان کی جلالی شخصیت کے متعلق کچھ عرض کرنے کی جرأت تو نہیں ہوتی۔ لیکن ہم مدح کی بجائے ناظرین کی خدمت میں ایک بہتانِ عظیم کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔

اخبار ریاست ۲۴ جون ۱۹۵۳ء میں بعنوان "جماعت احمدیہ کے امیر مرزا بشیر الدین محمود نے رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا سردار، خاتم النبیین اور شریعتِ محمدی کو بنی نوع انسان کے لئے آخری شریعت تسلیم کر لیا۔ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ شریعت محمدی کا کوئی حکم قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی انسان اُسے بدل سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ نے جمہور اسلام کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔"

اس پورے عنوان میں ریاست کے مدیر نے اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے جو ساختہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں اُنہیں پڑھ کر افسوس کے ساتھ ہنسی بھی آتی ہے۔ کہ اسلام کے یہ بے پناہ دعوے دار دیدہ و دانستہ غلط بیانی کرتے ہوئے اگر خدا سے نہیں ڈرتے تو انہیں خدا کی مخلوق کے سامنے شرمندگی تو محسوس ہونی چاہیئے۔

جماعت احمدیہ کے عقائد

جماعت احمدیہ کے یہی اسلام کے مطابق عقائد جو آج سے ساٹھ سال پہلے ساری دنیا میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور جنہیں سلسلہ کے دشمن بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ اتنے نمایاں اور مشہور عقائد کے متعلق ایڈیٹر ریاست کا یہ کہنا کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ نے جمہور اسلام کے ننگِ انسانیت مظالم سے ڈر کر ان نئے عقائد کا اعلان کیا ہے۔ اس ستم ظریفی کے متعلق ہم سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے حد سے بڑھے ہوئے دشمنوں کو باطنی بینائی کے علاوہ ظاہری بینائی بھی عطا فرمائے۔

وہ کونسا وقت اور زمانہ تھا۔ جب جماعت احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور افضل الرسل نہیں مانا۔ اور اس عقیدہ کو اپنے ایمان کا جزو قرار نہیں دیا۔ اور قرآن کریم کو دنیا کی ہدایت کے لئے آخری شرعی کتاب تسلیم نہیں کیا افسوس ہے کہ قرآن کریم کی آیات منسوخ قرار دینے والے اور اسرائیلی نبی کو ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتِ محمدیہ کا ہادی اور مصلح قرار دینے والے علماء آج احمدیت پر الزام دھرتے ہیں۔ کیا ان کے ننگِ اسلام عقائد کے سامنے احمدیت کے زندہ اسلام کی حقانیت کو پرکھتے ہوئے سرِ تسلیم خم کر سکتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔

ایڈیٹر ریاست کی اس صحافتی بددیانتی سے یہ بات تو ثابت ہو گئی۔ کہ جماعت احمدیہ کے متعلق آج تک اس جماعت کے خدا فراموش دشمن جن غلط بیانیوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی حیا سوز حرکات پر اب خود بری طرح شرمندہ ہیں۔ اور اپنے مجرمانہ افعال پر خجالت اور شرمندگی کے ساتھ پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

قابل توجہ مبلغین ہند

جملہ مبلغین کرام کو انفرادی طور پر آئندہ سال کے منظور شدہ بجٹ کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ ہر مبلغ سے گزارش ہے کہ اخراجات میں انتہائی احتیاط سے کام لے اور کسی صورت میں بھی منظور شدہ بجٹ سے اخراجات نہ بڑھائیں۔ بالعموم دیکھا گیا ہے کہ ایک مضمون جو پوسٹ کارڈ میں آ سکتا ہے وہ دو آنہ کے لفافہ میں بھیجتے ہیں یہ درست نہیں۔ مناسب ہے کہ اکثر پوسٹ کارڈ سے کام لیا جائے۔ اور اگر مضمون لمبا ہو تو چھ پیسے کا لفافہ کھیں۔ دو آنہ کا لفافہ صرف ایسی صورت میں لکھیں جب متعدد چٹھیاں یا طویل مضمون ہو۔ اس طرح کرنے میں بہت سی بچت ہو سکتی ہے۔ انجمن کی موجودہ مالی حالت اس امر کی متقاضی ہے کہ اس طرف خاص توجہ کی جائے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

سوال وجواب نامہ

اسلام اور دوسرے مذاہب اور احمدیت کے متعلق سوال وجواب انگریزی میں کارڈ آنے پر مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد

ماہوار مساعی مجالس خدام الاحمدیہ

(بابت ماہ شہادت ۱۳۳۲ہش)

مجلس خدام الاحمدیہ کی ماہانہ رپورٹ کارگذاری کا خلاصہ اس لئے شائع کیا جاتا ہے تاکہ دوسری مجالس اس کے پیش نظر اپنے خدام میں ترقی کی روح پیدا کر کے مسابقت حاصل کریں۔

قادیان بلاک ۱: مکرم قریشی ممتاز احمد صاحب ہاشمی زعیم مجلس لکھتے ہیں۔ ماہ اپریل ۱۹۵۳ء کا تمام چندہ خدام الاحمدیہ مبلغ ۱/۱۳/۱۱ روپے ادا کر دیا گیا ہے۔ غریب غیر مسلم طلباء کو بغیر کسی معاوضہ کے تعلیم میں مدد دی گئی۔ بیماروں کی تیمارداری اور اُن کو فوراً ہسپتال وغیرہ پہنچایا گیا۔ عام گذرگاہ میں سے کانٹے اور شیشوں کے ٹکڑے اُٹھا کر پھینکے گئے۔ بوڑھے درویشوں وغیرہ کا سودا بازار سے لا دیتے ہیں۔ بعض غیر مسلم غرباء کی مالی امداد کی گئی۔ ایک تربیتی اجلاس کیا گیا۔ مسجد مبارک میں نماز فجر درس قرآن کریم اور بعد نماز عصر درس حدیث بخاری شریف اور مسجد اقصیٰ میں بعد نماز فجر درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیا جاتا رہا۔ آٹھ افراد کو مختلف پہلوؤں سے تبلیغ کی گئی۔ ۴۴ ٹریکٹ مختلف دوستوں نے تقسیم کئے۔ چار افراد کو بذریعہ ڈاک ٹریکٹ بھیجے گئے۔ ایک صاحب کو رسالہ "الفرقان" کے تمام پچھلے پرچے مطالعہ کے لئے دیئے گئے۔ اطفال کی تنظیم کی گئی۔ اُن کے دو اجلاس کئے گئے جس میں نماز سکھائی گئی اور پنج وقتہ نماز میں حاضری لی جاتی ہے۔

سکندر آباد (دکن): مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب قائد اور مکرم مسیح الدین صاحب معتمد مقامی لکھتے ہیں:۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ماہ ۴/۶/۴ روپے چندہ خدام الاحمدیہ دوسرے ماہوار چندوں کے ساتھ مرکز میں ارسال کیا جاتا ہے۔ تین دوستوں کو جامعہ عثمانیہ تک موٹر میں لے جایا گیا۔ ایک مریض کی عیادت کی گئی۔ ایک بیوہ عورت کی مالی امداد کی گئی۔ بازار سے سودا لا کر دیا گیا۔ راستے پر سے ضرر رساں چیزیں اُٹھائی گئیں۔ الوصیت کا درس تربیتی اجلاس میں حکیم محمد دین صاحب کی زیر نگرانی ہو رہا ہے۔ بعد نماز فجر تفسیر کبیر کا درس ہوتا رہا۔ چار تربیتی اجلاس ہوئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت عرفانی صاحب کا درس قرآن سنا جاتا رہا۔ انفرادی تبلیغ کی گئی۔ انفرادی طور پر مسجد کی صفائی ہر جمعہ کی جاتی رہی اور پانی بھرا گیا۔

یادگیر (دکن): مکرم محمد عبد القیوم صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ چندہ سالانہ اجتماع ۲۳/- روپے وصول کیا گیا۔ بیماروں کی تیمارداری کی گئی۔ ایک شخص کو قرض دار کے پنجے سے کچھ مالی امداد کر کے بری کرایا۔ مجلس کو چار حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر جمعہ بعد نماز جمعہ میٹنگ ہوا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں مغرب کو تربیتی جلسہ ہوا کرتا ہے۔ ہر ہفتہ ٹریکٹ اور کتب تقسیم کئے گئے۔ چار افراد زیر تبلیغ ہیں۔ مسجد کی صفائی ہفتہ میں دو مرتبہ ہوئی۔ روزانہ بعد نماز مغرب تا عشاء بچوں کی تربیتی کلاس ہوا کرتی ہے۔ جس میں نماز اور دوسرے مسائل بتلائے جاتے ہیں۔

چنتہ کنٹہ (دکن): مکرم سیٹھ معین الدین صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ وصولی چندہ میں کسی قسم کی طوالت نہیں ہوتی بروقت وصول ہو کر ارسال کرایا جاتا ہے۔ غریبوں مستحقین کی حتی الامکان مدد کی جاتی ہے۔ مدرس صاحب کے علاوہ بشیر احمد صاحب خادم مبلغ چنتہ کنٹہ بھی تعلیم دے رہے ہیں۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد تفسیر کبیر کا درس اور بعد نماز عصر حدیث شریف کا درس مولوی بشیر احمد صاحب خادم دے رہے ہیں۔ متفرق جلسے منعقد ہوتے رہے۔ جس میں مبلغ صاحب و سیٹھ عبد الحی صاحب یادگیر نے بھی تقریر فرمائی۔

کلکتہ: مکرم سید بدر الدین احمد صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ تمام چندہ خدام ۴/- روپے مرکز میں روانہ کیا گیا۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ غرباء بیواؤں کی مالی امداد انفرادی طور پر کی گئی۔ درس القرآن میں خدام ذوق شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ سگرٹ اور حقہ سے نفرت اور ڈاڑھی کی تلقین کی گئی۔ زیر تبلیغ اور معزز غیر احمدیوں کو دس عدد تبلیغ ہدایت مفت دی گئیں۔ تبلیغی ٹریکٹ اردو، انگریزی اور بنگلہ پانچ صد کے قریب عزیزوں میں تقسیم کئے گئے۔ مختلف اخبارات کی آراء کتابی سائز ۸ صفحہ کی شائع کی گئی۔ ایک ہزار تین صد کے قریب تقسیم کی گئی۔ یوم پیشوایان مذاہب کا جلسہ کیا گیا۔ مولوی محمد سلیم صاحب کے علاوہ مولوی بشیر صاحب اور پروفیسر اختر احمد صاحب کی تقاریر ہوئیں

مسجد کی چار دیواری مکمل کی گئی جس کی اونچائی ۱۰ فٹ اور لمبائی ۵۰۰ فٹ ہے۔ لجنہ کے جلسہ کا انتظام کیا گیا۔

صالح نگر ضلع آگرہ: مکرم منیر احمد خاں صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ اس ماہ میں ایک اجلاس ہوا۔ صبح تفسیر کبیر کا درس بعد نماز فجر ہوتا ہے۔ دو دن تقریباً دو دو گھنٹے کام کر کے دو دیواریں بنائی گئیں۔ قبرستان کی کچھ قبروں پر جو بیٹھ گئی تھیں مٹی ڈالی گئی۔ اس میں تقریباً ایک گھنٹہ کام کیا گیا۔ ۱۵ افراد زیر تبلیغ ہیں۔ خدام ورزش کرتے ہیں۔

کشن گڑھ مدن گنج: مکرم دلدار علی صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ سب خدام حسب توفیق خدمت خلق میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ نماز باجماعت کی پابندی کی جاتی ہے۔ حقہ نوشی کے انسداد کے لئے نصیحت کی گئی۔ تربیتی اجلاس ہوتے ہیں۔ درس کتب سلسلہ ہوتا ہے۔ ایک وقار عمل منایا گیا جس میں سارے دوست شامل ہوئے۔ مکانوں کی صفائی کی گئی۔

قاضی کوڈی (کالیکٹ) مالابار: مکرم ایم۔ کے حسن کویا صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ خدمت خلق میں ۹ غرباء و مستحقین کی امداد کی گئی۔ چار کلاسیں قائم کی گئی ہیں۔ ایک مولوی ابو الوفاء صاحب مبلغ ۲ مولوی احمد رشید صاحب اور ایک مولوی عبید اللہ صاحب ایچ۔ اے ملاباری کے سپرد ہیں۔ آٹھ افراد زیر تبلیغ ہیں۔

سونگھڑہ (بابت ماہ امان ۱۳۳۲ہش) مکرم سید عبد اللہ صاحب اسلم قائد مجلس لکھتے ہیں:۔ سات جلسے منعقد ہوئے۔ خدام غرباء و مستحقین کی امداد بذریعہ مال، حسن سلوک اور شیریں زبانی سے کر رہے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کا ہفتہ وار اجلاس بروز جمعہ جامع مسجد منعقد ہوتا ہے مقامی مبلغ سید محمد موسیٰ صاحب خدام کو نصیحت کرتے رہتے ہیں۔ انفرادی طور پر ۲۰-۳۰ افراد زیر تبلیغ ہیں۔ اُن میں سوال و جواب ہوتے ہیں اور انہیں سلسلہ کے ٹریکٹ وغیرہ مطالعہ کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ ۳-۴ اطفال نظم بہت اچھی پڑھتے ہیں۔ اُن کو کشتی لڑنا اور دوڑنا وغیرہ کھیل کھلایا جاتا ہے۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

سرمہ ممیرا خاص
جملہ امراض چشم کے لئے بہترین سرمہ
قیمت فی تولہ ۲/- چھ ماشہ ۱۲/- تین ماشہ پندرہ آنے ۱۵ر

معجون فوفل لیکوریا یعنی سیلان الرحم
کیلئے مفید اور مجرب دوائی قیمت فی تولہ ۸ر

زدِ جام عشق
خالص اور اعلیٰ اجزاء سے تیار کردہ بہترین ٹانک دوائی۔
قیمت مکمل کورس - ۴۰ گولیاں
ایک ماہ بارہ روپے

ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان

تبلیغ کا آسان ذریعہ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ روموں میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جاتے ہیں۔ اس طریق پر متعدد احباب کو صرف چھ روپیہ سالانہ میں سال بھر کے لئے تبلیغ کا آسان ذریعہ میسر آ سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو مالی وسعت دے رکھی ہے مناسب ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں۔ سلسلہ کو ایسے مخلصین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)